عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۵ | ۲۲ تا ۲۹ / شوال المکرم ۱۴۲۷ھ مطابق ۱۶ تا ۲۳ / نومبر ۲۰۰۶ء | شمارہ: ۴۳

قیمت ۷ روپے

حقوق العباد کی اہمیت

چودہ کروڑ پاکستانیوں کے خلاف بد زبانی

اسلام کا امن آفریں پیغام

گناہوں سے ندامت

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ

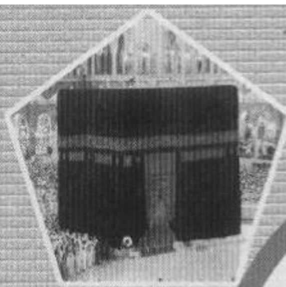

آپ کے مسائل

اس خودکشی کا ذمہ دار کون؟

س:...... میرا نام عبدالرحیم ہے‘ میری عمر ۳۱ سال ہے‘ میری شادی ہوچکی ہے‘ میری دو بچیاں ہیں‘ میں ایک غریب لڑکا ہوں‘ میری اتنی گنجائش نہیں ہے کہ اپنی بچیوں کو پال سکوں‘ میں نے یہ پوچھنا ہے کہ کیا میں ایسی حالت میں خودکشی کرسکتا ہوں‘ کیونکہ ہوسکتا ہے میرے مرنے کے بعد لوگ ان کی کفالت کرسکیں اور ان کو پڑھا لکھا بھی دیں‘ کیا میں ایسی حالت میں خودکشی کرکے گناہ کا مرتکب تو نہیں ہورہا اور مجھے کوئی گناہ تو نہیں ہوگا‘ اتنا مجھے علم ہے کہ خدا ہمیشہ غریب کو بیٹیاں ہی دیتا ہے‘ دولت نہیں‘ مجھے اس کا حل ضرور بتائیں‘ میرے ماں باپ غریب ہیں‘ وہی ان کی پرورش کررہے ہیں‘ کبھی تو یہ سوچتا ہوں کہ اپنی بچیوں کو قتل کردوں‘ مجھے اس کا حل بتائیں؟

ج:...... میرے عزیز! غربت وفقیری تو انبیاء کی میراث ہے اور مال ودولت فرعون وہامان کی‘ کیا آپ فرعون وہامان اور قارون کی وراثت نہ ملنے پر پریشان ہیں؟ اور اس پر خدانخواستہ خودکشی کا سوچ رہے ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو اپنے لئے فقر ومسکینی مانگ کرلی تھی اور آپ ہیں کہ اس سے پریشان ہیں‘ صرف یہی نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو اپنی آل اولاد کے لئے بھی مال ودولت کی وسعت نہیں مانگی بلکہ فرمایا: ”اے اللہ! میرے خاندان کو بقدر کفایت روزی عطا فرما۔“ اس سے ذرا اور آگے بڑھیے! تو آپ نے امت کو فرمایا کہ مجھے تمہاری غربت و تنگ دستی کی فکر نہیں بلکہ مجھے تو اس کا اندیشہ ہے کہ تم پر دنیا کی وسعت کی جائے گی اور تم بھی پہلے مال داروں کی طرح دنیا کے چکر میں نہ آجاؤ۔

میرے عزیز! آپ کو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ آپ کو مال ودولت کے فتنہ کی آزمائش میں نہیں ڈالا گیا‘ کیونکہ غربت وتنگ دستی عموماً اللہ سے بغاوت وسرکشی کا ذریعہ نہیں بنتی بلکہ بہت سے ایسے گناہ جو مال کی فراوانی کی صورت میں انسان کرتا ہے‘ غربت وافلاس کی شکل میں ان سے محفوظ ہوجاتا ہے۔

پھر یہ بھی حقیقت ہے کہ انبیاء کی بات اور دعوت پر لبیک کہنے والے بھی عموماً غریب وکمزور ہی تھے‘ جبکہ مال داروں نے الا ماشاء اللہ ہمیشہ مخالفت ہی کی‘ اب بتلایئے کہ اب بھی آپ کو نسبت نبوت پر خوشی کے بجائے تنگی ہورہی ہے؟

میرے بھائی! اللہ تعالیٰ نے تو آپ کو دو بیٹیاں جنت میں پہنچانے کے لئے دی تھیں مگر افسوس! کہ آپ ان ہی کے نام پر خودکشی کرکے نعوذ باللہ جہنم کی راہ لینا چاہتے ہیں؟

میرے بھائی! آپ صبر وشکر سے جتنا ہوسکے محنت کریں اور حلال روزی کماکر ان کو کھلائیں‘ ان کو پال پوس کر جوان کریں‘ ان کی اچھی تربیت کریں‘ انشاء اللہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جنت میں ایسے ہوں گے جیسے درمیانی اور شہادت کی انگلی ایک ساتھ ہوتی ہے۔

میرے بھائی! زندگی میں تنگی ترشی آتی ہے‘ مگر مسلمان ان سے گھبرایا نہیں کرتے۔ آخر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی تو چار بیٹیاں تھیں‘ میں تو سمجھتا ہوں کہ آپ کی پہلی دونوں بیٹیاں پیدا ہونے پر آپ کو ایک گونا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نسبت حاصل ہوگئی ہے۔

میرے عزیز! میری بھی چھ بیٹیاں ہیں اور جب میری پہلی بیٹی ہوئی تو میرے باپ نے مجھے فرمایا تھا کہ تمہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی حد تک نسبت ہوگئی‘ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی پہلی بیٹی ہوئی تھی‘ پھر جب مسلسل چوتھی بیٹی ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ تمہیں اولاد کے معاملہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کامل نسبت ہوگئی‘ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی شروع میں مسلسل چار بیٹیاں ہوئی تھیں۔

میرے عزیز! آپ بے فکر رہیں‘ یہ اپنی روزی لاتی ہیں اور خود بھی کھائیں گی اور انشاء اللہ ان کی برکت سے تمہیں بھی فراوانی ہوگی‘ بس شروع میں کچھ دن آزمائش کے ہیں‘ پھر انشاء اللہ وسعت ہی وسعت ہوگی۔

قریش مکہ بھی اپنی بیٹیوں کو صرف اس لئے قتل کرتے تھے کہ وہ ان کو عار سمجھتے تھے اور ان کی پرورش سے گھبراتے تھے‘ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا کہ اولاد کو رزق کی تنگی کے خدشہ سے قتل نہ کرو‘ کیونکہ نہ صرف ان کو بلکہ تمہیں بھی ہم ہی رزق دیتے ہیں۔ اللہ کا وعدہ ہے کہ زمین پر چلنے والے تمام جانداروں کا رزق ہمارے ذمہ ہے۔

خدانخواستہ اگر آپ نے اپنے آپ کو یا اپنی ان معصوم بیٹیوں کو قتل کیا تو کسی کا کیا نقصان ہوگا‘ تمہاری آخرت اور دنیا دونوں تباہ ہوجائیں گی‘ اور ہمیشہ ہمیشہ کا عذاب تمہارا مقدر ہوگا۔

اس کے ساتھ ساتھ میں ارباب اقتدار کو بھی عرض کروں گا کہ تمہاری معاشی ترقی کے دعوے کہاں گئے؟ کہ ایک پاکستانی محض اپنی یا اپنی دو معصوم کلیوں کی جان لینے کے درپے ہے کہ اس کے پاس ان کو دو وقت کی روٹی کھلانے کا انتظام نہیں‘ کیا یہ حکومت کا فرض نہیں کہ ہر شہری کو دو وقت کی روٹی میسر ہو؟

میرے بھائی! آپ نے اپنا پتا نہیں لکھا‘ ورنہ میں آپ کی کچھ مدد کرسکتا‘ بہرحال میں عرض کروں گا کہ یہ جواں مردی نہیں‘ جواں مردی حالات کا مقابلہ کرنے کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے۔ آپ کسی قریب کے عالم دین سے رابطہ کریں‘ ان سے اپنا مدعا پیش کریں انشاء اللہ آپ کو بے یار ومددگار نہیں چھوڑا جائے گا۔

بقلم: مولانا سعید احمد جلال پوری

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد:۲۵ شمارہ:۴۳ ۲۲تا۲۹/شوال المکرم ۱۴۲۷ھ مطابق ۱۶تا۲۳/نومبر ۲۰۰۶ء

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
نائب مدیر اعلیٰ: مولانا محمد اکرم طوفانی
مدیر: مولانا اللہ وسایا

مجلس ادارت

- مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
- مولانا سعید احمد جلالپوری
- علامہ احمد میاں حمادی
- صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
- صاحبزادہ طارق محمودؒ
- مولانا بشیر احمد
- مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
- مولانا قاضی احسان احمد

سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
کمپوزنگ: محمد فیصل عرفان
قانونی مشیر: حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو ایڈووکیٹ

اس شمارے میں

چودہ کروڑ پاکستانیوں کے خلاف ہرزہ سرائی!	اداریہ	۴
حقوق العباد کی اہمیت	مولانا اشرف علی تھانویؒ	۷
اسلام کا امن آفریں پیغام	مولانا مصلح الدین قاسمی	۱۰
آہ! صاحبزادہ طارق محمودؒ	فیاض حسن سجاد	۱۲
گناہوں سے ندامت	قاری محمد طیب قاسمیؒ	۱۴
حدود قوانین......ایک علمی وقانونی جائزہ	مولانا مفتی محمد تقی عثمانی	۱۶
بقیع کا باسی	مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی	۱۸
کہتی ہے خلق خدا بارے میں تیرے کیا؟	ندیم نواب	۲۱
دنیا کی زیب وزینت	مولانا شمس الحق ندوی	۲۳
خبروں پر ایک نظر	ادارہ	۲۵

زرتعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر۔ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات،
بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر
زرتعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷ روپے۔ ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور
اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road.Karachi.
Ph: 2780337 Fax: 2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan
Ph: 4583486-4514122 Fax: 4542277

لندن آفس:
35,Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.k.
Ph: 0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری طابع: سید شاہد حسین مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

مولانا سعید احمد جلال پوری

چودہ کروڑ پاکستانیوں کے خلاف بدزبانی!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

گزشتہ روز کراچی کی ایک دین دار خاتون کا ایک ٹی وی پروگرام سے متعلق دردبھرا مکتوب موصول ہوا‘ جس میں راقم الحروف سے جواب کا مطالبہ تھا‘ ذیل میں وہ مکتوب اور راقم کا جواب پیش کیا جارہا ہے:

س:...... آپ کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی طرف دلائی جارہی ہے‘ وہ یہ کہ میری ایک عزیزہ نے کل رات مجھے بتلایا کہ ۱۹/ جون ۲۰۰۶ء بروز پیر ایک مقامی ٹی وی سے رات کوئی دس بجے حالات حاضرہ کا ایک پروگرام ٹیلی کاسٹ ہوا‘ جس کے میزبان کوئی ملک صاحب تھے اور شرکا ڈاکٹر خالد علوی‘ ڈاکٹر بابر اعوان تھے۔ ملک صاحب نے اس میں کہا:

”یہ زانیوں کا معاشرہ ہے‘ مومنوں کا نہیں“ مزید کہا کہ میں خود حنفی ہوں اور حنفیوں میں اگر ایک مرد اور ایک عورت ساتھ رہ رہے ہوں اور اعلان کردیں کہ ہم شوہر اور بیوی ہیں تو ان کی بات مان لی جائے گی‘ اگر وہ چوک پر آکر کہہ دیں کہ: ”ہم شوہر اور بیوی ہیں تو یہ کافی ہے۔“

حضرت! یہ پروگرام حدود آرڈی نینس کے بارے میں تھا‘ کیونکہ الحمدللہ! ہمارے گھر ٹی وی نہیں ہے‘ تو ہم تو اس گندگی سے بچے ہوئے ہیں‘ مگر ٹی وی پر یہ کیا کہا جارہا ہے؟ کیا ان لوگوں کو اس کے اثرات کا کچھ گمان نہیں؟ جن صاحبہ نے مجھے یہ بتایا وہ انتہائی دردِ دل رکھنے والی‘ دینی رجحان کی خاتون ہیں‘ آپ سے گزارش ہے کہ اس بارے میں تحقیق کرکے کوئی قدم اٹھائیں‘ ورنہ تو جو حالت اس وقت ہماری ہے بس اللہ ہی رحم کرے‘ میرے اور اہل خانہ کے لئے خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے۔

مسز راشد حسین‘ کراچی

ج:...... میری بہن! آپ نے حدود آرڈی نینس کے خلاف جس ٹی وی پروگرام کا حوالہ دیا ہے اور اس میں مذاکرہ کے میزبان: ملک صاحب کے فرمان: ”یہ زانیوں کا معاشرہ ہے‘ مومنوں کا نہیں“ کا تذکرہ کیا ہے‘ نامعلوم انہوں نے کس تناظر میں یہ کہا ہے؟ اور ان کو اس گوہر فشانی کی کیا ضرورت پیش آگئی تھی؟ اور اس ”ارشاد“ سے وہ کیا پیغام دینا چاہتے ہیں؟ نیز یہ کہ وہ اس کے ذریعہ حدود آرڈی نینس کی منسوخی کے ”معرکہ“ میں کیا فوائد وثمرات حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ بہر حال شرعاً‘ اخلاقاً اور قانوناً ہمیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ ہم اپنی طرف سے ان کے اس قول کی کوئی تاویل کریں یا اس کا کوئی محل ومصداق تلاش کریں‘ کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ صاحب مسلمانوں کے روپ میں غیر مسلموں کی ترجمانی کررہے ہوں؟

تاہم جناب ملک صاحب سے ہم اتنا عرض کرنے کی جسارت ضرور کریں گے کہ اگر خدانخواستہ جناب ملک صاحب کا ماحول ایسا ہو تو یہ ان کی خوش نصیبی یا بدنصیبی! مگر انہیں پورے پاکستانی معاشرہ کو ایسی غلیظ اور گندی گالی دینے کا حق نہیں تھا‘ شاید انہیں اپنے اس ”ارشاد“ اور ”کوثر وتسنیم“ سے دھلی زبان سے صادر ہونے والے اس کلمہ کی سنگینی کا احساس نہیں ہوا ہوگا‘ ورنہ انہیں اس کا اندازہ ہوتا کہ انہوں نے اس کے ذریعہ پاکستان میں بسنے والے چودہ کروڑ انسانوں کو زانی اور بدکار کی بدترین گالی دی ہے۔

کیا نعوذ باللہ! اس گالی کی زد میں وہ خود‘ ان کی اہلیہ محترمہ‘ ان کی بہنیں‘ بیٹیاں‘ ماں باپ‘ عالم‘ جاہل‘ نیک وبد اور شریف ورذیل سب ہی نہیں آجاتے؟ کیا وہ واقعی پورے پاکستانی معاشرہ کو ایسا ہی سمجھتے ہیں؟ اگر ایسا ہے تو ان کے نزدیک اس پورے معاشرہ میں کوئی بھی شریف انسان نہیں ہے؟ اگر جواب نفی میں ہے تو کیا اس ملک کی عدلیہ‘ مقننہ اور انتظامیہ قابلِ اعتماد رہیں گی؟ اور ان کے قول وقرار اور قضایا وفیصلے لائق اعتماد ہوں گے؟ کیا ایسا معاشرہ‘ انسانی معاشرہ کہلانے کا مستحق

ہوگا؟ اپنی سماعت پر یقین نہیں آتا کہ واقعی موصوف ملک صاحب کے نزدیک پاکستانی معاشرہ کے علماء، صلحاء، بزرگانِ دین، سیاسی، دینی راہنما، سیّد، امتی، اور مرد و عورتیں سب کے سب نعوذ باللہ! اس حمام میں ننگے ہیں؟

ہم جناب ملک صاحب سے نہایت دل سوزی سے عرض کریں گے کہ ان کے بقول بے شک پورا معاشرہ بدکردار ہی سہی، مگر انہیں ایسی گوہرفشانی نہیں کرنی چاہئے تھی، ان کی اس بات پر کوئی اعتماد و یقین کرے یا نہ کرے، مگر یہ ضرور کہا جائے گا کہ برتن سے وہی چھلکتا ہے، جو کچھ اس میں ہوتا ہے۔

لیکن بایں ہمہ ہم جناب ملک صاحب سے بھی عرض کریں گے کہ ان کا انداز بہرحال غیرمحتاط تھا، ان کو نہایت محتاط انداز میں یوں فرمانا چاہئے تھا کہ: میرے مشاہدہ، میرے گھر، میرے خاندان اور میرے دائیں بائیں جو کچھ ہو رہا ہے وہ یہ ہے کہ: ''یہ معاشرہ زانیوں کا معاشرہ ہے، مومنوں کا نہیں۔''

اگر وہ اتنا سی احتیاط فرما لیتے تو نہ کسی کو اشکال ہوتا اور نہ ہی ان کے بارہ میں کوئی بدگمانی کا شکار ہوتا، بہرحال ''گزشتہ را صلوات آئندہ را احتیاط'' کے مصداق انہیں آئندہ زبان سنبھال کر منہ کھولنا چاہئے ورنہ ''عزت سادات'' جانے کا شدید اندیشہ ہے۔

۲:...... اگر موصوف کے ارشاد کا مقصد یہ ہے کہ چونکہ ہمارے معاشرہ میں فحاشی، عریانی، بے حیائی، بے راہ روی اور مرد و زن کے بے محابہ اختلاط کا عروج ہے، جس کی وجہ سے ہمارا معاشرہ بدکاری و زناکاری کا معاشرہ ہے، یہاں زناکاری کے مواقع کثرت سے موجود ہیں اور یہاں زناکاری سے بچنا مشکل و ناممکن ہے لہٰذا موجودہ حالات میں زنا کی حدود کا نفاذ نہیں ہونا چاہئے، بلکہ جب تک زناکاری و بدکاری پر آمادہ کرنے والے اسباب و ذرائع کو ختم یا کم نہ کر دیا جائے، اس وقت تک زنا آرڈی نینس کو معطل یا منسوخ کر دینا چاہئے، کیونکہ اس طرح کثرت سے لوگوں کے اس قانون کی زد میں آنے کا اندیشہ ہے، اور کثرت سے مجرموں کو سزا دینا بہرحال خلافِ مصلحت ہے۔

اگر ہم ان کے ارشاد کا معنی و مفہوم صحیح سمجھے ہیں تو ان کی خدمت میں عرض ہے کہ جانِ من! جرم و سزا کے قانون کے نفاذ کی ضرورت ہی تب پیش آتی ہے، جب معاشرہ میں جرائم کی کثرت ہو جائے اور کسی شریف شہری کی جان و مال، عزت و آبرو کے ضائع ہونے کا شدید اندیشہ پیدا ہو جائے، اس لئے کہ سزاؤں کا نفاذ شریف شہریوں کے بجائے جرائم پیشہ افراد کی سرکوبی، جرائم کی روک تھام اور ان کے خاتمہ کے لئے ہوتا ہے۔

چلئے! اگر موصوف کا حدود آرڈی نینس اور سزاؤں کی معطلی کا فلسفہ مان بھی لیا جائے تو کیا وہ حکومت کو یہ مشورہ بھی دیں گے کہ چونکہ ہمارا معاشرہ دہشت گردی کا معاشرہ ہے، لہٰذا ڈاکوؤں اور دہشت گردوں کے خلاف اس وقت تک کوئی قانون نافذ نہیں ہونا چاہئے، جب تک کہ ہمارا معاشرہ ان جرائم سے پاک نہ ہو جائے، یا کم از کم ان میں خاطر خواہ کمی نہ ہو جائے؟

اسی طرح چونکہ ہمارے معاشرہ میں لوٹ مار، قتل و غارت گری اور چوری کی کثرت ہے، اس لئے یہاں چوری اور قتل و غارت گری کے خلاف بھی کسی قسم کی قانون سازی نہیں ہونی چاہئے، بلکہ پہلے سے اگر ایسا کوئی قانون موجود ہے تو اس کی تنسیخ یا اس میں نرمی کی ضرورت ہے؟

بتلایا جائے کہ کیا موصوف کا یہ خوبصورت فلسفہ اور منطق قابل تسلیم ہوگی؟ کیا کوئی عقل مند انسان، جسے ذرہ بھر بھی انسانوں سے خیرخواہی اور ہمدردی ہو، موصوف کی اس ''حکمت'' کو قبول کر سکتا ہے؟ کیا ایسا ''صائب'' ''مشورہ دینے والا مجرموں کا پشت پناہ کہلائے گا یا شریف شہریوں کا؟ اگر جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہے کہ وہ شریف شہریوں کے بجائے مجرموں کا پشت پناہ کہلائے گا، تو ٹھیک اسی طرح جو لوگ زناکاری و بدکاری کے بجائے حدود آرڈی نینس کے خلاف صف آرا ہیں اور چاہتے ہیں کہ موجودہ بے راہ روی و بدکاری کے ماحول میں زناکاری کے خلاف قانون سازی یا اس پر قدغن کا قانون پاس کرنا خلافِ مصلحت ہے وہ بھی دراصل قوم کی عفت مآب بہنوں اور بیٹیوں کی عزت و عصمت کے تحفظ کے بجائے زانیوں اور زناکاروں کے سرپرست اور ان کی شہوت پرستی و بدکاری کے محافظ و پاسبان ہیں۔

۳:...... موصوف کا یہ ارشاد بھی حنفیت کا ترجمان نہیں کہ: ''میں خود حنفی ہوں اور حنفیوں میں اگر ایک مرد اور ایک عورت ساتھ رہ رہے ہوں اور اعلان کر دیں کہ ہم شوہر اور بیوی ہیں تو ان کی بات مان لی جائے گی، اگر وہ چوک پر آ کر کہہ دیں کہ ہم شوہر اور بیوی ہیں تو یہ کافی ہے۔'' اس لئے کہ احناف میں ایسے کسی نکاح کا کہیں کوئی تذکرہ نہیں ملتا کہ ایک مرد اور عورت ساتھ رہ رہے ہوں اور ان کے نکاح کے ایجاب و قبول کو کسی نے سنا ہو اور نہ کسی کو معلوم ہو کہ ان کا نکاح ہوا ہے اور وہ اعلان کر دیں کہ ہم میاں بیوی ہیں تو

ان کے نکاح کو ماننا پڑے۔ بتلایا جائے کہ اس میں اور زنا میں کیا فرق ہے؟ بلکہ ان کے اس ”فرمان“ کے جزو اول یعنی: ”ایک مرد اور ایک عورت ساتھ رہ رہے ہوں“ کے ذریعے نعوذ باللہ زنا کو باقاعدہ قانونی شکل دینے کی کوشش کی جا رہی ہے اور اس کو حنفیوں کے سر تھوپا جا رہا ہے۔ کیا کبھی کسی شریف خاندان کے کسی فرد نے ایسا نکاح کیا ہے؟ کیا کوئی شریف انسان اس کو گوارا کر سکتا ہے کہ اس کی بہن یا بیٹی اس طرح ساتھ رہنے والے مرد کے ہمراہ چوک پر آ کر اعلان کر دے کہ ہم میاں بیوی ہیں؟

یہ ٹھیک ہے کہ نکاح کے لئے مخصوص دو گواہوں کی شرط نہیں، بلکہ اگر مجمع عام میں میاں بیوی کا ایجاب و قبول ہو جائے تو ان کا نکاح ہو جائے گا۔ اسی طرح اپنی جگہ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ احناف کے ہاں حدیث نبوی: ”ثلاث جد هن جد وهزلهن جد‘ النكاح والطلاق والعتاق“ کے مصداق سچ اور مزاح سے بھی نکاح منعقد ہو جاتا ہے، مگر اس کا یہ معنی بھی نہیں کہ نکاح کو بازیچۂ اطفال بنا دیا جائے بلکہ احناف کے نزدیک مسلمانوں کے نکاح کے لئے درج ذیل شرائط ہیں:

الف:...... ایجاب و قبول کرنے والے ایک ہی مجلس میں ہوں، اور ان کا ایجاب قبول گواہوں کے سامنے ہو۔

ب:...... نکاح کے کم از کم دو گواہ ہوں۔

ج:...... دونوں گواہ آزاد ہوں، غلام نہ ہوں۔

د:...... دونوں عاقل ہوں، مجنون اور پاگل نہ ہوں۔

ہ:...... دونوں بالغ ہوں، نابالغ اور بچے نہ ہوں۔

و:...... دونوں مسلمان ہوں۔

ز:...... اگر کسی مسلمان کا ذمی کتابیہ سے نکاح ہو رہا ہو تو دونوں گواہ ذمی بھی بن سکتے ہیں۔

ح:...... گواہ دونوں مرد ہوں یا ایک مرد اور دو عورتیں ہوں۔

اس کے علاوہ دوسرے ایسے امور بھی ہیں جو درجہ استحباب میں آتے ہیں، مثلاً:

الف:...... مسلمان عورت کا جس مرد سے نکاح کیا جا رہا ہو وہ دین و دیانت اور معاش و معاشرت میں اس کا کفو اور ہمسر ہو۔

ب:...... نکاح کرانے والا اس خاتون کا قریبی ولی ہو اور ولی کی ترتیب وہی ہے جو وراثت میں عصبات کی ترتیب ہے۔

ج:...... حق مہر مقرر کیا جائے جس کی کم از کم مقدار دو تولے ساڑھے سات ماشے چاندی ہو یا مہر مثلی ہو۔

د:...... نکاح کا اعلان کیا جائے تاکہ تہمت کا اندیشہ نہ رہے۔

ان تفصیلات کے بعد بتلایا جائے کہ کسی عورت کا از خود کسی مرد کو پسند کر کے اس کے ساتھ رہنا اور چوک میں کھڑے ہو کر اس سے نکاح کا اعلان کرنا کون سی شرافت اور حنفیت ہے؟

دراصل ملک صاحب اپنے اس ارشاد سے زنا کاری کو تحفظ دینا چاہتے ہیں اور وہ مغربی طرز کی فرینڈ شپ یعنی بلا نکاح مرد و عورت کے ایک ساتھ رہنے اور ایک دوسرے کو پہلے آزمانے کے بعد شادی کے یورپی انداز کی ترویج چاہتے ہیں۔

دیکھا جائے تو اس کے پس منظر میں یہ چور چھپا ہوا نظر آتا ہے کہ اگر کوئی جوڑا باہمی رضا مندی سے اس قسم کا حیاء سوز کردار ادا کرنا چاہے تو ان پر نہ تو زنا کا الزام لگنا چاہئے اور نہ ہی حدود آرڈی نینس ان کے خلاف حرکت میں آئے۔ بتلایا جائے کہ یہ زنا بالرضا کو تحفظ دینے کے مترادف نہیں؟ گویا موصوف یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ جب کوئی مرد و عورت راضی ہوں تو وہ جو چاہیں کریں مگر ان کے کسی عمل پر قانون و اخلاق، دیانت و شرافت اور دین و شریعت کے اعتبار سے کوئی قدغن نہیں ہونی چاہئے۔

ہاں اگر کسی مرد نے کسی خاتون کے ساتھ جنسی اعتبار سے کوئی زبردستی معاملہ کیا ہو تو وہ زنا کے زمرے میں آئے گا، بتلایا جائے کہ ملک صاحب کے اس فلسفہ اور مغربی معاشرہ کے انداز میں کیا فرق ہے؟

لہٰذا ہم ملک صاحب سے عرض کرنا چاہیں گے کہ وہ اپنی سوچ و فکر کو جو چاہیں نام دیں مگر خدارا اس کو فقہ حنفی کے سر منڈھنے کی کوشش نہ فرمائیں۔

حقوق العباد کی اہمیت

عزت وآبرو بھی حقوق العباد میں شامل ہے:

اب دوسری غلطی بعض لوگوں میں یہ ہے کہ وہ حق العبد کو صرف مال میں منحصر کہتے ہیں کہ چوری کرنا' غصب کرنا' قرض لے کر انکار کردینا' کسی کی امانت رکھ کر مکر جانا' بس یہی جرم ہے ان کے علاوہ حقوق العباد میں اور کوئی جرم نہیں' حالانکہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حق العبد مال ہی میں منحصر نہیں بلکہ اور بھی حقوق ہیں اور وہ بھی حقوق مالیہ کے برابر بلکہ ان سے بھی معظم ہیں' چنانچہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام ؓ سے دریافت فرمایا کہ: یہ کون سا دن ہے؟ کیا یہ عرفہ کا دن نہیں ہے؟ صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا: بے شک یہ عرفہ کا دن ہے' پھر پوچھا یہ کون سا مہینہ ہے؟ صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا: بے شک یہ حج کا مہینہ ہے' پھر پوچھا یہ کون سا شہر ہے؟ اس پر بھی صحابہ کرام ؓ نے ادب سے اللہ ورسولہ اعلم ہی کہا' آپ ﷺ نے فرمایا: کیا یہ بلد حرام نہیں ہے؟ صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا: بے شک یہ بلد حرام ہے' اس تمہید کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا:

''سن لو! تمہارے اموال اور جانیں اور آبروئیں آج سے قیامت تک ویسی ہی حرام ہیں' جیسے اس یوم معظم' شہر معظم اور بلد معظم میں حرام ہیں' ہمیشہ کے لئے ان کی حرمت ویسی ہے' جیسی آج ہے۔''

اس سے معلوم ہوا کہ حقوق العباد کی تین قسمیں ہیں' ایک حقوق نفس' دوسرے حقوق مال' تیسرے حقوق عرض' جب شریعت سے حقوق معلوم ہوتے ہیں تو آپ کو صرف مال میں حق العبد کا منحصر کرنے کا کیا حق ہے؟ جان کا حق تو یہ ہے کہ کسی کو ناحق قتل نہ کرو' خیر تو اس بادشاہت میں بکثرت کون کرسکتا ہے' اس کی طاقت تو یہاں کسی کو نہیں گو شاذ ونادر کبھی ایسا ہوجاتا ہے' مگر وہ چھپ نہیں سکتا' فوراً مقدمہ قائم ہوکر پھانسی ہوجاتی ہے' اس لئے اس سے سب ڈرتے ہیں' ہاں یہ حق البتہ باقی نہیں رہا' وہاں کسی کی مجال نہیں کہ جو کسی بھنگی کو بھی مار سکے یا بیگار میں کام لے سکے' ہمارے بھائی کا ایک کارندہ ہے' حاجی جی! اب تو کارندگی سے

مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

انہوں نے استعفٰی دے دیا ہے' مگر جس زمانے میں کارندہ تھے' اس زمانے کا قصہ بیان کرتے تھے ایک دن میں نے سڑک صاف کرنے والے بھنگی سے کہا کہ جب تو سڑک پر جھاڑو دیا کرے تو ذرا ہمارے دروازے میں بھی جھاڑو دے دیا کر' وہ کیا کہا ہے کہ حاجی جی! کنون (قانون) تو ہے نہیں خیر تمہاری خاطر سے دے دیا کروں گا تو وہاں کوئی رئیس نہیں (ہر شخص رئیس وہیں ہوا ہے جہاں کوئی رئیس نہ ہو) میں تو اس حالت سے بڑا خوش ہوں گو اپنی قوم کی حالت تنزل سے افسوس بھی ہوتا ہے کہ ان کی وقعت بھنگیوں کے دلوں میں بھی نہیں رہی مگر اس سے خوش ہوں کہ ان کے ہاتھ سے اب ظلم نہیں ہوسکتا' ریاست تو وہی اچھی ہے جس میں ظلم نہ ہو اور جس ریاست کا یہ نتیجہ ہو کہ غریبوں پر ظلم کیا جائے' اس کے ہونے سے نہ ہونا اچھا ہے' چنانچہ اب ہمارے قصبے میں زوال ریاست سے یہ بات تو ہوگئی کہ کوئی کسی پر ظلم نہیں کرسکتا اور جو کوئی کسی کو کچھ کہتا ہے تو جواب میں دس باتیں وہ ان کو سنا لیتا ہے' پس ظالمانہ ریاست سے ان کی یہی حالت اچھی ہے ان کو اگر تھوڑی سی ریاست ملتی ہے تو چوگنا ظلم کرتے ہیں۔

لاپتا حقوق مالیہ اور جسمانیہ کی ادائیگی کا طریقہ:

فرمایا: اگر کسی شخص نے کسی پر ظلم کیا ہو یا کسی سے رشوت لی ہو یا کسی کی غیبت کی ہو اور اب وہ مرچکے ہوں یا لاپتا ہوں تو ان کے حقوق کی ادائیگی کا طریقہ یہ ہے کہ اول تو ڈھونڈ ڈھونڈ کر ادا کرے یا معاف کرائے' اگر پتہ نہ چل سکے تو اشتہار چھپوائے کہ میرے ذمہ جن کے حقوق ہوں لے لے یا چھوڑ دے' پھر فرمایا: بڑا قلب مفتی ہے جب خوف ہوتا ہے سب تدبیر ادائے حقوق کی سوجھنے لگتی ہیں۔ (کمالات اشرفیہ ص:۱۹۹)

پوری کوشش ان کے پتا لگانے میں کرے' اگر پتا لگ جائے تب تو ان کا حق پہنچائے یا معاف کرائے' اگر معلوم ہو کہ وہ مرگئے ہیں تو مالی حقوق ان کے ورثاء کو پہنچادو یا معاف کرادو اگر ورثا کو بھی پتا نہ چلے تو جتنی رقم تم نے ظلم اور رشوت سے لی یہ اتنی رقم

خیرات کردو اور نیت کرلو کہ ہم ان کی طرف سے ادا کررہے ہیں' یہ تو حقوق مالیہ کا حکم ہے اور غیبت اور جانی ظلم کی تلافی کا یہ طریقہ ہے کہ اگر مظلوم مرگیا ہو یا لاپتہ ہوگیا ہو تو اس کے حقوق میں دعا کرو' قرآن پڑھ کر اس کو ثواب بخشو اور عمر بھر اس کے لئے دعا کرتے رہو۔ (انفاس عیسیٰ)

نامعلوم شدگان کی ادائیگی حقوق کا طریق کار:

اسی طرح نامعلوم شدگان کی ادائیگی کا طریق معلوم کیا...... دھوبی سے کپڑے جو دھلوائے تو اس نے ایک دھوتی اور پگڑی بدل دی' حضرت سے پوچھا کہ ان کا رکھنا اور استعمال جائز ہے یا نہیں؟ حضرت نے فرمایا: بالکل نہیں! کیونکہ وہ دھوبی کا نہیں' غیر کا مال بدوں اس کے اذن کے کیسے جائز ہوگا؟ جس سے وصول ہوئی ہیں' اسی کو واپس کی جاویں' پھر یہ اس کے ذمہ ہے کہ مالک کو پہنچادے' پھر میں نے لکھا ہے کہ وہ چیزیں کچھ استعمال کرچکا ہوں' کیا بطور جرمانہ کچھ اپنے پاس سے ادا کروں؟ تحریر فرمایا: ہاں مساکین کو۔

اس طرح ایک اور خط لکھا کہ جب میں لاہور میں زیر تعلیم تھا تو ایک ماہ تمام طلباء کے روپوں میں (جو مال مشترک تھا) سے کسی قدر بچالیا اور ایک قمیص شلوار بنالی...... یہ بھی حق العبد تھا' حضرت سے رہنمائی چاہی کہ مجھے بالکل علم نہیں کہ وہ کون کون تھے اور کہاں کہاں ہیں؟ اور نہ ہی پتہ لگ سکتا ہے' ارشاد فرمادیں کہ یہ حقوق کس طرح ادا کروں؟ حضرت نے فرمایا: اس کے اندر سے مساکین کو دام دے دو اور لڑکوں کی طرف سے دینے کی نیت کرلو۔ (ملفوظات ومکتوبات اشرفیہ)

حقوق العباد کی تلافی کا طریقہ:

اب یہاں ایک سوال ہے' وہ یہ کہ جس شخص نے کسی پر ظلم کیا اور کسی سے رشوت لی ہو' کسی کی غیبت کی ہو اور اب وہ مرچکے ہیں یا لاپتہ ہیں تو ان کے حقوق کیونکر ادا کرسکتے ہیں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ شریعت میں کوئی صورت لاعلاج نہیں ہے' کرنے والا ہونا چاہئے' اس کی تدبیر یہ ہے کہ اول تو پوری کوشش کرے' ان لوگوں کے پتہ لگانے میں' اگر ان کا پتہ لگ جائے تب تو ان کو حق پہنچائے' اگر معلوم ہوا کہ وہ مرگئے ہیں تو مالی حقوق ان کے ورثاء کو پہنچائے' اگر ورثا کا بھی پتہ نہ لگے تو جتنی رقم تم نے ظلم ورشوت سے لی ہے اتنی رقم خیرات کردو اور نیت کرلو کہ یہ ہم ان کی طرف سے دے رہے ہیں' یہ حقوق مالیہ کا حکم ہے۔

غیبت' شکایت اور جانی ظلم کی تلافی کا طریقہ یہ ہے کہ مظلوم مرگیا ہو' یا لاپتہ ہوگیا ہو تو اس کے حق میں دعا کرو' نماز اور قرآن پڑھ کر اس کو ثواب بخشو اور عمر بھر اس کے لئے دعا کرتے رہو' انشاء اللہ حق تعالیٰ ان کو تم سے راضی کردیں گے' جس کی صورت قاضی ثناء اللہ صاحب نے یہ لکھی ہے کہ قیامت میں مسلمانوں کو بڑے بڑے خوبصورت عالیشان محل دکھلائے جائیں گے اور حق تعالیٰ فرمائیں گے کہ ان محلات کا خریدار کوئی ہے؟ اور ارشاد ہوگا کہ ان کی قیمت یہ ہے کہ جس کا جو حق کسی کے ذمہ ہوا سے معاف کردے' اس وقت کثرت سے اہل حقوق اپنے حق معاف کردیں گے' پھر سرکار کی طرف سے مسل (فائل) داخل دفتر ہوجائے گی' قاضی صاحب اپنے زمانے کے محدث اور محقق تھے' انہوں نے تحقیق کرکے یہ روایت کہیں سے لکھی ہوگی ہم کو ان پر اعتماد ہے۔

غرض معذرت کرنے والوں کی وہاں بڑی قدر ہے' ان کے حقوق اللہ تعالیٰ خود ادا کردیں گے' وہاں تو اینٹھ مروڑ پر گرفت ہوتی ہے کہ باوجود ظلم و تعدی کے پھر بھی فکر نہ ہو اور ادائے حقوق کا اہتمام نہ ہو۔

اب ایک سوال اور رہ گیا وہ یہ کہ کسی نے مثلاً دس ہزار روپے سود یا رشوت میں لئے ہیں اور یہ بھی معلوم ہے کہ کس کس سے لئے ہیں' اب وہ چاہتا ہے کہ اس کا حق ادا کرے تو کیونکر کرے' اس لئے کہ اس وقت اس کے پاس دس ہزار روپے نہیں ہیں' ساری عمر میں جو حرام مال کھایا تھا' آج ایک دن میں سب کیسے ادا کردے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے یہاں کام کا شروع کردینا اور ادا کا عزم کرلینا بھی مقبول ہے' تم اول تو صاحب حق سے معافی کی درخواست کرو' اگر وہ خوشی سے معاف کردے تب تو جلدی ہلکے ہوئے اور اگر معاف نہ کرے تو اب تھوڑا تھوڑا جتنا ہوسکے اس کا حق ادا کرتے رہو' مگر یہ ضروری ہے کہ اپنے فضول اخراجات کو موقوف کردو' بس ضروری ضروری خرچوں میں اپنی آمدنی خرچ کرو اور اس سے جتنا بھی بچے وہ حقدار کو ادا کرو اور اگر وہ مرگئے ہوں تو ان کے ورثاء کو دو اگر ورثاء بھی نامعلوم ہوں تو ان کی نیت سے خیرات کرتے رہو' انشاء اللہ اول تو امید ہے کہ حق تعالیٰ ادا کردیں گے' حق تعالیٰ کے یہاں نیت کو زیادہ دیکھا جاتا ہے' جس کی نیت پختہ ہو کہ میں حق ادا کروں گا پھر اس پر عمل بھی شروع کردے' حق تعالیٰ اس کو بالکل بری کردیتے ہیں۔

نیت کی برکات:

صاف نیت وہ چیز ہے کہ جنت میں جو آپ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہیں گے' معلوم بھی ہے یہ کس چیز کی برکت ہے' یہ نیت ہی کی تو برکت ہے' کیونکہ عمل تو انسان زندگی بھر کرتا ہے' اس کا صلہ بہت سے بہت

یہ تھا کہ ہزار دو ہزار سال بہشت میں رہنا ہوتا مگر عمل محدود کی جزا غیر محدود آپ کی نیت کی وجہ سے ہے۔

حقوق العباد کا استغفار:

صاحبو! ہر گناہ کے استغفار کا طریقہ جدا ہے' گناہوں کو دیکھو کہ کیا ہیں؟ اگر حقوق العباد ہیں ان کا استغفار یہ ہے کہ ان کو ادا کرو' ان کی معافی استغفار پڑھنے سے نہ ہوگی' اگر روزے' نماز' ذمہ پر ہیں ان کی استغفار یہ ہے کہ ان کی قضا کرو' اگر گناہ ہیں ان کی توبہ کا طریقہ استغفار مداومت سے پڑھنا ہے نیز توبہ و استغفار کے لوازم میں سے ہیں کہ معاصی کا ترک کرنا خواہ دیانات کے متعلق ہوں یا معاملات کے۔

قرض معاف کرنے کا شرعی طریقہ:

فرمایا کہ مقرض اگر یہ کہہ دے کہ قرض کو ہم نہ دنیا میں لیں گے نہ آخرت میں' یہ شرعاً لغو ہے' جب تک یہ نہ کہہ دے کہ ہم نے معاف کیا' دنیا میں بھی اس کا مطالبے کا حق ہے اور اگر مطالبہ نہ بھی کیا اور مر گیا تو اضطراراً وہ قرض ان کے ورثاء کی ملکیت میں جائے گا اور ان کو مطالبے کا حق ہوگا' مورث کو یہ کہنا کہ ہم نہ لیں گے ورثاء پر حجت نہ ہوگا' اس طرح اس وعدے کا اثر آخر میں کچھ نہیں ہوسکتا' وہاں کیا حال ہوا اور کیا خیال ہو' ممکن ہے کہ جب مدیون کی نیکیاں ملتی ہوں یا اپنے گناہ مدیون پر پڑتے ہوئے دیکھے تو معاف نہ کرے۔ (کمالات اشرفیہ)

عورتوں کا حق میراث معاف کرنا شرعاً معتبر نہیں:

فرمایا: باپ کے مرتے ہی جو لڑکیاں آمدنی اور زمین لینے سے انکار کر دیتی ہیں' وہ ان کا معتبر نہیں' اول تو اس وقت صدمہ تازہ ہوتا ہے' صدمے میں اس کو اپنے نفع و نقصان کا خیال نہیں ہوتا' دوسرے جب رواج یہی پڑا ہوا ہے کہ بہنوں کو میراث سے محروم سمجھا جاتا ہے تو وہ اپنا حق لیتے ہوئے بدنامی سے ڈرتی ہیں' تیسرے ان کو اپنے حق کی خبر بھی نہیں ہوتی کہ کتنا ہے اور کس قدر ہے' جب صدمے کا وقت گزر جائے اور تم ان سے کہہ دو کہ تمہارا حق شرعی ہے' تم کو لینا پڑے گا' پھر وہ اپنی آمدنی کی مقدار بھی دیکھ لیں' اس کا لطف بھی اٹھالیں' اس کے بعد اگر کوئی دے تو کوئی مضائقہ نہیں' مگر ہم دکھا دیں گے کہ اس کے بعد سو میں سے ایک یا دو ایسی نکلیں گی کہ اب بھی وہ اپنا حق معاف کر دیں گی' پس جس طرح آج کل بہنیں اپنا حق بھائیوں کو معاف کرتی ہیں' وہ شرعاً معتبر نہیں اور حدیث میں صاف موجود ہے کہ: ''خبردار! کسی مومن کا مال بغیر اس کی طیب خاطر کے لینا حلال نہیں ہے۔'' (رجاء اللقاء)

☆☆.........☆☆

آداب مجلسِ شیخ

حکیم الامت حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہٗ نے فرمایا کہ: ''طالب اپنے شیخ کی مجلس میں بیٹھے تو اس کے لئے ادب یہ ہے کہ جب شیخ کچھ کلام کرے تو پوری توجہ سے اس کو سنے اور جب خاموش رہے تو یہ ذکر اللہ کرے' اگرچہ ذکر قلبی بھی اس وقت کافی ہے مگر میں ذکر لسانی کو اس لئے ترجیح دیتا ہوں کہ ذکر قلبی میں اکثر غفلت پیش آجاتی ہے اور آدمی سمجھتا ہے کہ میں ذکر میں مشغول ہوں' مزید فرمایا کہ: ذکر قلبی کی دو صورتیں ہیں: الفظ متخیلہ یعنی اللہ تعالیٰ کے کسی نام کے الفاظ دھیان میں رہیں' دوسرے محض تفکر یعنی اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ' اس کی رحمت اور اس کی نعمتوں میں غور و فکر۔

بقیہ اسلام کا پیغام

ملحوظ رکھیں' آپ ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں دوسروں کی اصلاح سے پہلے اپنی اصلاح کی فکر کریں' ہر شخص اپنا اپنا محاسبہ کر کے اپنی کوتاہیوں کو دور کرنے کی کوشش کرے' صحابہ کرام ؓ کا حال یہ تھا کہ ہر ایک کو یہ فکر لگی ہوئی تھی کہ میرا کوئی فعل' میرا کوئی عمل' میرا کوئی قول' میری کوئی ادا اللہ تبارک و تعالیٰ اور اللہ کے رسول ﷺ کے حکم کے خلاف تو نہیں ہے اور جب یہ فکر لگی ہوئی ہے تو اب جب وہ کسی دوسرے سے کوئی اصلاح کی بات کہتے ہیں تو وہ بات دل پر اثر انداز ہوتی ہے' اس سے زندگیاں بدلتی ہیں' اس سے انقلاب آتے ہیں اور انقلاب برپا کر کے دنیا کو بھی دکھا دیا۔

ہماری حالت یہ ہے کہ ہم دوسروں کو نصیحت کر رہے ہیں اور خود ہمارا عمل اس پر نہیں ہے' اس لئے اولاً تو اس بات کا اثر نہیں ہوگا' اور اگر اثر ہو بھی گیا تو سننے والا جب یہ دیکھے گا کہ یہ خود تو اس کام کو کر نہیں رہے ہیں اور ہمیں نصیحت کر رہے ہیں' اگر یہ کام اچھا ہوتا تو پہلے یہ خود عمل کرتے' اس طرح وہ بات ہوا میں اڑ جاتی ہے اور اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔

حضور اقدس ﷺ کی سیرت نے جو انقلاب برپا کیا اور صرف ۲۳ سال کی مدت میں پورے جزیرۂ عرب بلکہ پوری دنیا کی کایا پلٹ دی' یہ انقلاب اس لئے آیا کہ آپ ﷺ نے جس بات کا امت کو کرنے کا حکم دیا پہلے خود اس پر اس سے زیادہ عمل کیا' اگر ہم بھی یہ طریقہ اپنالیں اور اپنے قول و عمل میں یکسانیت پیدا کرلیں' اپنے آپ کو اخلاقی' ذہنی اور عملی اعتبار سے ممتاز ثابت کردیں تو یقیناً چمن کی روٹھی ہوئی بہار پلٹ کر قدموں میں آجائے گی۔

☆☆.........☆☆

موجودہ عالمی انتشار اور

اسلام کا امن آفریں پیغام

مولانا مصلح الدین قاسمی

آج پورا عالم اسلام جس بدامنی وانارکی اور انتشار ولا مرکزیت کا شکار ہے' تمدنی ترقیات اور معاشی سرگرمیوں کے دھارے میں جس طرح بہہ رہا ہے وہ روز روشن کی طرح عیاں ہے' ہر طرف بنیاد پرستی' شدت پسندی اور جنگجویانہ سرگرمیوں کا دور دورہ ہے' پوری دنیائے انسانیت خون میں نہارہی ہے' ہر چہار جانب خون کے فوارے چھوٹتے نظر آرہے ہیں' قیمتی جانیں ضائع ہورہی ہیں' ہر ایک دوسرے کے حق میں زہر قاتل بنا ہوا ہے' بغض وعناد' کینہ کپٹ' بدگمانی' بے اعتمادی' عزت وآبرو کی بے وقعتی' مردم آزادی وآدم بیزاری' عقل پر جذبات کی حکمرانی' دور اندیشی پر کوتاہ اندیشی کا غلبہ' عوامی مفاد پر ذاتی اغراض کی ترجیح' جذبات کے پیچھے بہہ جانے اور کھوکھلے نعروں کے پیچھے دیوانہ بن جانے کی عادت جیسی بیماریاں لوگوں کے دلوں میں جڑ پکڑ چکی ہیں' اور یہ ایسی بیماریاں ہیں جو بڑی سے بڑی قوم اور ملک کا خاتمہ کردیتی اور موت کے گھاٹ اتار دیتی ہیں' اسی طرح تنگ نظری' مفاد پرستی' حد سے بڑھا ہوا احساس برتری' جذبات سے مغلوب ہوجانے' روئی کی طرح جلد آگ پکڑ لینے' اور بارود کی طرح بھک سے اڑ جانے کی صلاحیت کسی ایک میدان میں محدود اور کسی ایک فرقے کے ساتھ مخصوص نہیں رہ سکتی' نفرت واقتدار کی بڑھی ہوئی ہوس کی آگ کو اگر جلانے کے لئے ایندھن نہ ملے تو وہ خود کو کھانے لگتی ہے' دورِ جاہلیت کے ایک حقیقت پسند عرب شاعر نے کہا تھا:

النار تأکل نفسه

ان لم تجد ما تأکله

ترجمہ: ''آگ اپنے کو کھانے لگتی ہے' اگر اس کو کچھ اور کھانے کو نہ ملے۔''

اور اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ آج پوری دنیائے انسانی ان تمام مہلک امراض میں مبتلا ہے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ پورے عالم میں عجیب وغریب قسم کی بحرانی کیفیت چھائی ہوئی ہے' دنیا کے کسی گوشے میں چین وسکون نظر نہیں آرہا ہے۔

پہلے یہ کہا جاتا تھا کہ جہالت اور لاعلمی کی وجہ سے ایسا ہورہا ہے' مگر اب تو دنیا ترقی کررہی ہے' تہذیب وتمدن اور علم کا دور دورہ ہے' اب تو ہونا یہ چاہئے کہ انسانوں کے مابین حائل فاصلے کم ہوتے' آپسی روابط وتعلقات میں اضافہ ہوتا' لیکن یہ سب کچھ نہیں ہورہا ہے' جتنا علم بڑھتا جارہا ہے' انسانوں کے باہمی خلیج میں اضافہ ہی ہوتا جارہا ہے' آخر ایسا کیوں ہے؟ اس کے اسباب کیا ہیں؟ اور ان حالات میں اسلام کا امن آفریں پیغام کیا ہے؟

یہ ایک ایسا چبھتا ہوا سوال ہے جو ہر اس ہوش مند کے دل میں پیدا ہورہا ہے' جسے انسانیت سے ہمدردی ہے' جسے رنگ' علاقہ' زبان اور قوم سے زیادہ انسانیت عزیز ہے' مگر اس سوال کا جواب اور اس بحرانی کیفیت کے اسباب کا پتا قرآن وحدیث کے مطالعے سے چلے گا' چند اسباب درج ذیل ہیں:

۱:...... ہمارے علوم اب برائے معلومات اور حصول نفع رہ گئے ہیں' ان کے ساتھ انسانی ہمدردی اور جذبۂ خدمت کا سبق ختم ہوگیا ہے' جب کہ اسلام میں انسانی ہمدردی اور انسانیت نوازی پر بہت زور دیا گیا ہے۔

۲:...... نشر واشاعت کے وہ وسائل وذرائع جو معلومات اور حصولِ تفریح کے لئے ایجاد کئے گئے تھے' ان سے اب بیشتر ایسے اخلاق سوز اور حیا سوز مناظر پیش کئے جانے لگے جو محبت والفت اور انسانیت کی جوت جگانے کے بجائے جرائم پیشہ بننے کا ذہن تیار کرنے لگے۔

۳:...... سامانِ عیش وتنعم کی نت نئی ایجادوں نے حصولِ مال وجاہ کی ایسی حرص پیدا کردی ہے کہ انسان کے لئے انسان کی جان لینا اتنا آسان ہوگیا ہے جتنا فصل نقصان کرنے والے کیڑے مکوڑوں کو مارنا۔

فتنہ وفساد کے ان اسباب ومحرکات کی کھلی آزادی اور چھوٹ کے ساتھ اہلِ قلم کتنے ہی اچھے مضامین لکھیں اور حالات کا تجزیہ کریں' خون وخرابی میں کوئی کمی نہیں آسکتی' اخلاقی فساد وبگاڑ کو...، نہیں

کیا جاسکتا' یہ فساد و بگاڑ جب بڑھتا ہے اور اس کی فکر نہیں کی جاتی تو وہ افراد سے تجاوز کر کے جماعتی قومی اور علاقائی بنیادوں تک پھیل جاتا ہے اور پھر یہ سلسلہ بڑھتا ہوا پوری دنیا کو محیط ہو جاتا ہے' اس وقت پوری دنیا کی جو صورتِ حال ہے اور جس کا ہم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہیں' اُس میں یہی اسباب وعوامل کام کر رہے ہیں۔

اب رہا یہ کہ اس نازک مرحلے اور انتشار کے دور میں اسلام کا پیغام کیا ہے اور کن اصولوں کے اپنانے کی اسلام تلقین کرتا ہے' جن سے عالم اسلام کی اس بحرانی کیفیت میں سدھار پیدا ہو؟ تو سب سے پہلے ہمیں یہ سمجھنا چاہئے کہ ہم مسلمان ہیں' ہمارا ایمان قرآن وحدیث کی لازوال اور انمٹ تعلیمات پر ہے' ہمارے لئے قرآن وحدیث اور اسوۂ نبوی ہی وہ قیمتی تحفہ ہے جو حلقہ گرداب میں پھنسی ہوئی کشتی کو ساحل تک پہنچا سکتا ہے' ذلت وخواری کے عمیق غار سے نکال کر عزت وکامرانی کے اعلیٰ مراتب تک پہنچا سکتا ہے' یہی وجہ ہے کہ اللہ رب العزت نے اسوۂ نبوی کو اپنانے کی تاکید فرمائی ہے' چنانچہ فرمایا: ''لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔'' (تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی ذات میں اچھا نمونہ ہے)۔ (الاحزاب:۲۱)

اب ضرورت اس بات کی ہے کہ آپ ﷺ کی تعلیمات کو پوری دنیا میں عام کریں' سیرت نبوی کے ہر گوشے کو اجاگر کریں اور دنیا کے چپے چپے میں یہ بات پہنچادیں کہ اس بحران اور انتشار کو دور کرنے کے لئے آپ کی تعلیمات ہی واحد راستہ ہے' آپ ﷺ ہی کی سیرت طیبہ میں عام انسانوں کی صلاح وفلاح اور اثر انگیزی کا غیر معمولی سامان ہے' کیونکہ آپ ﷺ کی زندگی کا سب سے بڑا مشن اور نصب العین انسانی قدروں کا تحفظ کرنا تھا جو آپ ﷺ سے پہلے پامال وبرباد کی جاچکی تھیں' چنانچہ یہ بات آفتاب نیم روز کی طرح عیاں ہے کہ جس وقت نبی اکرم ﷺ اپنی نبوت و رسالت کا لافانی پیغام لے کر اس کارگہہ عالم میں جلوہ گر ہوئے اس وقت کی بحرانی کیفیت اور مردم بیزاری اس وقت سے کہیں زیادہ بڑھی ہوئی تھی' بلکہ اس وقت تو شرافت وانسانیت اور اخلاق ومروت اپنا بستر لپیٹ چکی تھی' بسیط ارضی پر ہر چہار سو یاس و ناامیدی کی گھنگھور گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں' تہذیب وتمدن' شائستگی اور حسنِ معاشرت کی کوئی چیز نظر نہ آتی تھی' اس وقت بھی آپ ﷺ ہی کا اسوہ کارگر ہوا' آپ ﷺ کے جلوہ افروز ہوتے ہی اس بحرانی کیفیت میں سدھار آنے لگی' بُرے اخلاق اور گندی خصلتوں کے خیمے اکھڑنے لگے' تشدد' ظلم و بربریت' آپسی اختلاف وتنازع اور باہمی کشیدگی کی دیوار ڈھ گئی' جب آپ ﷺ نے اپنے نورانی اخلاق وکردار صالح وپاکیزہ زندگی اور اسلامی طرزِ معاشرت سے دنیا والوں کو روشناس کرایا تو پوری دنیا نے آپ ﷺ کی تعلیمات پر لبیک کہا اور وہی لوگ جو دنیا کی قوموں میں سب سے پست تھے دنیا والوں کے لئے معلم ومربی بن گئے' جو رہزن تھے وہ رہبر بن گئے' جن کی زندگی فسق وفجور کی نذر تھی وہ اتنے بلند ومقدس مرتبے پر فائز ہوگئے کہ صداقت و پاکیزگی کو ان کے انتساب سے شرف ہونے لگا' جو مردہ تھے وہ زندہ ہی نہیں بلکہ دوسروں کو زندگی دینے والے بن گئے' سچ ہے:

خود نہ تھے جو راہ پہ اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کردیا

آپ ﷺ کے اس دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد حضرات صحابہ کرام ؓ نے بھی آپ ﷺ کی سنت پر پوری طرح عمل کیا' انہیں آپ ﷺ کی ہر ادا سے عشق تھا' اسی لئے آپ ﷺ کی حیات اقدس' آپ ﷺ کے حالات اور آپ ﷺ کی سیرت وصورت کو اپنے اذہان میں اس طرح محفوظ کرلیا تھا کہ ایک طرف صحت ودرستگی کا یہ انتظام و انصرام تھا کہ کسی آسمانی صحیفے کو بھی اس طرح محفوظ نہ کیا گیا' اور وسعت تفصیل کا یہ عالم کہ افعال و فرامین' صورت و سیرت' رفتار و گفتار' اخلاق و عادات' طرزِ زیست ومعاشرت' چلنے پھرنے' اٹھنے بیٹھنے' سونے جاگنے' ہنسنے بولنے' خورد ونوش اور لباس و پوشاک کی ایک ایک ادا اور حالات وواقعات کا ایک ایک حرف ضبط کرلیا اور عملی زندگی میں ان سب کو برت کر دکھایا۔

آج بھی محسن انسانیت' رحمت عالم ﷺ کی کتابِ ہستی کا ایک ایک ورق مشعل ہدایت بن کر عالم کے سامنے ہے' رسول اللہ ﷺ آج چشم ظاہر سے گرچہ مستور ہیں' لیکن اسوۂ رسول ہماری نگاہوں کے سامنے ہے' وہ قدم جن پر پیشانیاں رگڑنا ہمارے لئے اوج سعادت تھا' آج ہماری نظروں سے اوجھل ہیں' لیکن ''نقشِ قدم'' موجود ہیں مگر لوگ اس سے رہنمائی حاصل نہیں کر رہے ہیں' یہ عملی کوتاہی ہی نہیں' ذہنی افلاس کی بھی علامت ہے جو حیاتِ طیبہ قدم قدم پر رہنما ہے اور جس کا ایک ایک جزئیہ محفوظ ہے' اس کی روشنی میں ہم کوئی لائحہ عمل مرتب نہ کرسکیں اور دنیوی نقشوں میں اپنے مسائل کا حل تلاش کرنے میں اپنی توانائیاں ضائع کردیں۔

آج عالم اسلام کے بحران کو ختم کرنے اور امن وسکون پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم زندگی کے ہر گوشے میں آپ ﷺ کی تعلیمات کو

باقی صفحہ۹پر

آہ! صاحبزادہ طارق محمود رحمۃ اللہ علیہ

فیاض حسن سجاد کوئٹہ

منگل کی اُداس شام موبائل فون پر حضرت مولانا محمد علی صدیقی صاحب نے گھبرائی ہوئی آواز میں یہ اندوہناک خبر سنائی کہ صاحبزادہ طارق محمود انتقال کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اس خبر نے مغموم کر دیا میں کافی دیر سکتہ میں رہا' گزشتہ چند سالوں سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائدین اور اکابر علماء' امت کو داغ مفارقت دے رہے ہیں۔ فقیہ العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ' مفتی نظام الدین شامزیؒ' مولانا عبدالرحیم اشعرؒ' مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ' مولانا نذیر احمد تونسویؒ' مولانا جمال اللہ الحسینیؒ اور عبدالعزیز جتوئیؒ کے زخم مندمل نہ ہوئے تھے کہ یہ جانکاہ اطلاع ملی۔ مجلس اتنے زیادہ اکابر علماء سے محروم ہوگئی' کیوں قلم کا جگر شق نہ ہو' دل ودماغ کیوں جواب نہ دے بیٹھے جبکہ اتنی متاع عزیز کے کھو جانے سے فارغ نہیں ہوئے تھے کہ ایک اور متاع دین ودنیا سے محروم ہونا پڑا' ایسا لگتا ہے کہ علم وفضل' زہدوتقویٰ کے سارے تارے ٹوٹ ٹوٹ کر ہمیں غمگسار کر رہے ہیں اور تاریکی کے حوالے کر رہے ہیں۔

حضرت مولانا تاج محمودؒ کی رحلت کے بعد ان کی مسند پر صاحبزادہ طارق محمود متمکن ہوئے اور صحیح جانشین ثابت ہوئے اور انہوں نے حق ادا کر دیا' علماء کرام کے علاوہ اپنے والد کے دوستوں' بہی خواہوں اور معتقدین بالخصوص مجلس کے کارکنوں کو بڑا احترام دیا' ان سے محبت اور شفقت سے پیش آئے' عاجزی اور انکساری نمایاں ہوئی' مولانا تاج محمودؒ کی وفات کے بعد میں ان کی تعزیت کے لئے فیصل آباد گیا' میری پہلی ملاقات تھی یہ ارادہ تھا کہ تعزیت کے بعد لاہور آجاؤں گا پہلے سے شناسائی نہ ہونے کے باوجود انہوں نے خلوص اور محبت سے روک لیا' مخصوص انداز میں کہا کہ حضرت رات ہوگئی آپ نہیں جاسکتے' کھانے کے بعد ان کی بیٹھک میں محفل جمی' جس میں ڈاکٹر صولت نواز' ڈاکٹر عبدالقیوم خان' ڈاکٹر حافظ محمد اسلم' محترم نصیر آزاد' ملک اقبال ایم اے' حافظ محمد حنیف سہارنپوری' شفیق احمد خان' چوہدری محمد طفیل تارڑ' مولوی فقیر محمد' شیخ محمد اسلم' محمد سلیم ثناء اور اقبال فیروز شریک تھے' اس ملاقات کے بعد ان سے پیار اور محبت کا رشتہ جڑ گیا جو تا زندگی قائم رہا' ہر سال ختم نبوت کانفرنس کے لئے جاتا تو میرا مستقر ان کا مہمان خانہ ہوتا' وہ ان کے بچے بڑی آؤ بھگت کرتے' ہر قسم کا آرام وآسائش فراہم کرتے' صبح ناشتہ میں تمام احباب کو دعوت دیتے' چناب نگر کانفرنس میں جانے کے لئے گاڑی فراہم کرتے' اکثر خود لے جاتے اور لے کر آتے اور تاکید کرتے کہ رات واپس آجائیں وہاں آپ کو آرام نہیں ملے گا' رات گئے کانفرنس سے واپسی پر اکثر راستے میں ہوٹل میں اصرار سے دوبارہ کھانا کھلاتے' کہتے حضرت کھانا ہضم ہوگیا ہوگا' خالی پیٹ نیند نہیں آئے گی۔

گزشتہ سال عارضہ قلب کی وجہ سے کانفرنس میں شریک نہ ہوا تو ٹیلیفون پر عدم شرکت کی وجہ پوچھی' اب رحلت کرنے سے تین روز قبل ٹیلیفون آیا کہ کانفرنس میں آرہے ہو؟ میں نے بتایا کہ آپریشن کی وجہ سے نقاہت ہے' کانفرنس میں نہیں آؤں گا' میں نے فرمائش کی کہ صدائے محراب کا نیا ایڈیشن بھجوادیں' فرمایا جمعہ پڑھانا شروع کر دیا' میں نے کہا: نہیں! جمعہ کی خبر تو اخبار میں دینی ہوتی ہے' اس سے بڑی مدد ملتی ہے' تمام احباب کی خیرت دریافت کی اور بتایا کہ ڈاکٹر صولت نواز صاحب کی صحت پہلے سے بہتر ہے اور کہا کہ میں بھی عارضہ قلب کا مریض ہوں' بیماری سے مقابلہ کر رہا ہوں' میرے لئے دعا کریں۔

صاحبزادہ طارق محمودؒ عظیم والد حضرت مولانا تاج محمودؒ کے عظیم فرزند تھے' ان کی وفات کے بعد صحیح جانشین ثابت ہوئے' وہ علم' عمل' حسن اخلاق' تدبر فراست' مزاح وظرافت اور مہمان نوازی میں اپنے والد کی تصویر تھے' انہوں نے اپنے والد کی یادگار ہفت روزہ لولاک میں اپنے قلم سے قادیانیوں اور اسلام دشمن قوتوں کے خلاف جہاد جاری رکھا اور آخری دم تک ختم نبوت کا پرچم بلند رکھا' ایک عالم دین' پرجوش خطیب کے علاوہ صاحب طرز ادیب اور بلند پایہ مصنف تھے' حالات پر مکمل ادراک رکھتے تھے' ان کی تحریروں میں پختگی' چاشنی ہوتی تھی' انہوں نے درجنوں کتب تحریر کیں'

لیکن قادیانیت کا سیاسی محاسبہ' صدائے محراب' دیارِ حبیب کا سفر' ان کی مشہور تصنیف ہیں۔

صدائے محراب' ملک کے بیشتر خطباء کی لائبریریوں میں موجود ہے' انہوں نے اپنے والد کی وفات کے بعد ان کی کمی محسوس نہیں ہونے دی' ان کی عظیم جامع مسجد محمود ریلوے اسٹیشن فیصل آباد میں امامت اور خطابت شروع کی اور خطابت کا لوہا منوالیا' بہت سے عقیدت مند ان کا خطبہ جمعہ سننے کے لئے فیصل آباد شہر کے دور دراز علاقوں سے آتے تھے وہ جمعہ کو سفر نہیں کرتے تھے کہ ان کے جمعہ میں شرکت کے لئے آنے والے افراد کو مایوسی نہ ہو' انہوں نے اس عظیم جامع مسجد کی تکمیل اور تعمیر کے لئے خود کو وقف کر دیا تھا' وہ اخلاص کا پیکر تھے' افتراق وانتشار کے گھمبیر ماحول کے دور میں فرقہ واریت' فکری تعصب' گروہی' تخریب سے دامن بچاتے تھے۔ اتحاد بین المسلمین کے زبردست حامی تھے' روشن خیال عالم دین تھے۔ شیعہ' سنی' دیوبندی' بریلوی اور اہلِ حدیث علماء سے بڑے اچھے تعلقات تھے' علماء حق میں باہمی اتحاد واتفاق کے لئے کوشاں رہتے ان کے مہمان خانہ میں تمام مکاتب فکر کے علماء کرام اور مختلف سیاسی پارٹیوں کے قائدین اور رہنما نظر آتے تھے' اپنی زندگی دینی کاموں کے لئے وقف کر دی تھے' انہوں نے اپنی جان تحفظ ناموس رسالت اور ختم نبوت کے لئے داؤ پر لگا دی تھی' وہ ختم نبوت کے جاں نثار شیدائی اور فدائی تھے' ان کی نشست و برخاست مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے تھی' اخلاص کا پیکر تھے' وہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کی کامیابی کے لئے سرگرداں رہتے' کانفرنس کی قراردادوں کی تیاری وتدوین' مہمان علماء کرام کے استقبال' اکرام' علماء کی پی آئی اے اور ریلوے میں ریزرویشن ان کی ذمہ داری تھی وہ اس کو احسن طریقے سے نبھاتے تھے۔

ان کی سوز وفکر ختم نبوت میں فنا ہو چکی تھی' ان کی جدائی بلاشبہ ختم نبوت کے کارکنوں کے لئے عظیم دھچکا ہے خداوند قدوس ختم نبوت کے جانباز کی قربانیاں قبول فرما کر شافع محشر کی شفاعت نصیب فرمائے اور غمزدہ خاندان کو صبرو جمیل عطا فرمائے۔

☆☆..............☆☆

اب مسلمان امت ہونے کی صفت کھو چکے ہیں:

امت کسی ایک قوم اور علاقے کے رہنے والوں کا نام نہیں ہے بلکہ سینکڑوں ہزاروں قوموں اور علاقوں سے جڑ کر امت بنتی ہے جو کوئی ایک قوم یا ایک علاقہ کو اپنا سمجھتا اور دوسروں کو غیر سمجھتا ہے وہ امت کو ذبح کرتا ہے اور اس کو ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی محنتوں پر پانی پھیرتا ہے اور امت کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے پہلے خود ہم نے ذبح کیا ہے یہود ونصاریٰ نے تو اس کے بعد کٹی کٹائی امت کو کاٹا ہے' اگر مسلمان ابھی امت بن جائیں تو دنیا کی ساری طاقتیں مل کر بھی ان کا بال بیکا نہیں کر سکیں گی' ایٹم بم اور راکٹ ان کو ختم نہیں کر سکیں گے لیکن اگر وہ قومی اور علاقائی عصبیتوں کی وجہ سے باہم امت کے ٹکڑے کرتے رہے تو خدا کی قسم تمہارے ہتھیار اور تمہاری فوجیں تم کو نہیں بچا سکیں گی۔

اب مسلمان امت ہونے کی صفت کھو چکے ہیں جب تک یہ امت بنے ہوئے تھے چند لاکھ ساری دنیا پر بھاری تھے' یہ امت اسی طرح بنی تھی کہ ان کا کوئی آدمی اپنے خاندان' اپنی برادری' اپنی پارٹی' اپنی قوم' اپنے وطن' اپنی زبان کا حامی نہ تھا' مال وجائیداد اور بیوی بچوں کی طرف دیکھنے والا بھی نہ تھا بلکہ ہر آدمی صرف یہ دیکھتا تھا کہ اللہ ورسول کیا فرماتے ہیں' امت جب ہی بنتی ہے جب اللہ اور رسول کے حکم کے مقابلہ میں سارے رشتے اور سارے تعلقات کٹ جائیں' جب مسلمان ایک امت ہے تو ایک مسلمان کہیں قتل ہو جانے سے ساری امت ہل جاتی تھی' اب ہزاروں' لاکھوں کے گلے کٹتے ہیں اور کانوں پر جوں نہیں رینگتی۔

(حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ)

نوٹ: یہ پیشکش یکم شوال ۱۴۲۷ھ تک کیلئے ہے

علماء کرام کیلئے خصوصی پیشکش

علماء کرام کے اہل خانہ کے لئے ہمارے ہاں سے زیورات کی خریداری پر کسی بھی قسم کی گھڑائی جڑائی نہیں لی جائے گی' مزید بصورت واپسی اصل سونے کی قیمت جب چاہیں واپس حاصل کریں

خادم علماء حق: حاجی الیاس عفی عنہ

ائمہ مساجد بھی اس پیشکش سے فائدہ اٹھائیں

ستارا جیولرز

صرافہ بازار میٹھادر کراچی نمبر 2 فون: 2545805-2545080

گناہوں سے ندامت

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

جناب محترم نے غایت تواضع سے اپنی قلبی کیفیات اور فکر کی طرف اشارہ فرمایا ہے، جس سے جناب کو پریشانی لاحق ہے لیکن اپنا ناقص فہم یہ ہے کہ یہ فکر ہی انشاء اللہ منبع سکون اور حسن انجام کی غمازی کر رہا ہے۔ رہیں لغزشیں تو انبیاؑ علیہم السلام کے سوا ان سے کون خالی ہے باقی حق تعالیٰ کے یہاں اعمال سے زیادہ قلبی رخ پر نظر ہے:

"ان اللہ لاینظر الی صورکم ولکن ینظر الی قلوبکم."

فکر مند قلوب ہی انشاء اللہ مقام مقبولیت پر ہوں گے سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک "فکر مندی" فرمائی گئی ہے۔

حق تعالیٰ نے جناب محترم کو جیسے دنیا میں قلب فکر عطا فرمایا وہیں الحمد للہ! آخرت کے لئے متفکر بھی ارزانی فرمایا، یہ فکر آخرت وہ جب ہی دیتے ہیں جب صاحب دل کے لئے نجات و درجات مقصود ٹھہرا لیتے ہیں۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے بعد از وفات کسی عارف نے خواب میں دیکھا، پوچھا کہ کیا گزری؟ فرمایا کہ حق تعالیٰ نے بخش دیا اور یہ فرمایا کہ اے محمد اگر مجھے بخشنا نہ ہوتا تو میں اپنا علم ہی تیرے سینے میں کیوں ڈالتا، باقی لغزشیں تو خاصہ بشریت ہیں، جن سے انبیاؑ علیہم السلام کے علاوہ کوئی بھی مستثنیٰ نہیں اگر عدل محض سے کام لیا جاتا تو انبیاؑ اور اجل اولیاؑ کے سوا کوئی بھی نہ بچ سکتا، اس لئے سب ہی مغفرت اور عفو کے محتاج ہیں اور یہ فضل سے تعلق ہے۔

آپ بحمد اللہ اونچے مقام پر فائز ہیں، حق تعالیٰ نے آپ کے ہاتھوں کلام پاک کی تفسیر مکمل کرائی جسے ہم فخر کے ساتھ اغیار کے سامنے پیش کرتے ہیں "صدق" کے کالموں میں آپ نے بمقابلہ اغیار اسلامی تدین و تمدن کی حفاظت فرمائی، یہ خدمات رائیگاں نہیں جائیں گی انشاء اللہ باقی یہ صحیح ہے کہ کیا ہم اور کیا ہماری خدمات؟ بجز اظہار عجز و ندامت کے اور ہم لوگوں کے پاس ہے کیا؟ مگر کار بفضل است نہ

حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیبؒ

بحض عدل: "ولو یواخذ اللہ الناس بظلمھم ماترک علیھا من دآبۃ" جو پیارے جناب کو یاد تھے اور وہ مرض کی وجہ سے یادداشت کی گرفت میں نہیں آ رہے ہیں اور نہ طاقت ہی رہ گئی ہے کہ پھر سے یاد کئے جائیں تو حق تعالیٰ تو عالم الغیب والشہادۃ ہیں وہ جانتے ہیں کہ کس بندہ نے تساہلی سے کس نعمت کو کھو دیا ہے اور کون سماوی عذر سے مجبور ہے۔ وہ نہ صرف یہ کہ ایسی حالت کے نقصان کا مواخذہ ہی نہیں فرماتے بلکہ سابقہ اجر کو بھی مسلسل جاری رکھتے ہیں۔ حدیث صحیح میں ہے کہ بعض لوگوں نے عمر بھر تہجد نہیں پڑھا ہوگا، مگر محشر میں ان کے لئے ارشاد ہوگا کہ ان کے نامۂ اعمال میں لکھ دو کہ یہ عمر بھر تہجد گزار رہے ہیں کیونکہ ہر رات کو ان کی نیت یہی ہوتی تھی کہ آج ضرور تہجد پڑھیں گے مگر آنکھ نہ کھلتی تھی تو اس میں ان کا قصور نہیں، اس لئے تہجد گزار سمجھا جائے: "نیۃ المرء خیر من عملہ" پھر بھی ہماری جو لغزشیں ہیں وہ خاصۂ بشریت ہیں سو وہ توبہ کے بعد ان کی رافت و رحمت کے سپرد ہیں، ان سے زیادہ کون ہے اپنے بندوں پر ترس کھانے والا:

"ان اللہ بالناس لرؤف رحیم."

آپ کی مجبوری اور دل کی نیت کو جاننے والے ہیں وہاں قلوب ہی دیکھے جائیں گے کہ اس میں کیا لے کر آئے ہیں۔

حدیث قدسی میں ارشاد ہے کہ اے بندے تو اگر بقدر قراب الارض گناہوں کا بار لے کر میرے پاس آئے گا، جس میں زمین و آسمان چھپ جائیں گے تو میں اتنی ہی بڑی مغفرت لے کر تجھ سے ملاقات کروں گا۔ بشرطیکہ میری عظمت تیرے دل میں ہو، سو الحمد للہ کہ وہ عظمت قلب گرامی میں موجود ہے، جس کی دلیل یہ فکر ہے جو قلب میں موجزن ہے، کیونکہ یہ فکر بغیر عظمت و جلال خداوندی کے استحضار کے نہیں ہو سکتا، سو یہ فکر مبارک ہو "فابشروا وابشروا." میرا منہ تو نہیں ہے، چھوٹا منہ بڑی بات، لیکن ایک جرأت رندانہ ہے کہ انشاء اللہ آپ مقبول ہیں اور خیر ہی خیر ہے، یہ فکر ہی اس کی دلیل ہے۔ الحمد للہ کوئی

مایوسی نہیں ہے اور مایوس ہونا مؤمن کی شان بھی نہیں ہے۔ وہ صرف کفار کی خاصیت ہے جس سے مسلمان بری ہے' آپ جیسے حضرات سے تو ہم جیسوں کو نجات کی توقع ہے' جناب ذرہ برابر بھی تشویش قلب گرامی میں نہ لائیں صرف فکر و ذکر کو رفیق سفر رکھ لیا جائے۔ انشاءاللہ کافی ہے۔ البتہ ایک جرأت اور گستاخی جناب کے اخلاق کریمانہ پر اعتماد کرتے ہوئے ضرور کر رہا ہوں' جسے عرض کئے دیتا ہوں اور معافی چاہتا ہوں کہ شیطان اگر بہکانے آئے اور وسوسہ اندازی کرے خواہ بحالت صحت یا بحالت مرض' خواہ بحالت حیات یا بقریب ممات تو اس سے نہ مناظرہ کا جذبہ رکھا جائے نہ اپنے دلائل پر کوئی زعم کیا جائے' وہ ملعون تمام کتب سماوی کو دیکھے ہوئے اور اپنی تلبیسات کو معجبہ کئے ہوئے ہے' ہمارا علم تو اس کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا' اس قلت علم پر اس کے مقابلہ میں ہمارے دلائل ہی کیا ہوں گے اور ہوں گے تو کس کام کے اور زبان کھل بھی جائے گی یا نہیں؟ اس لئے شیطان کا علاج مناظرہ نہیں لاحول ہے اور صرف ایک ہی جواب ہے کہ ہم بے دلیل اپنے خدا اور رسول اور دین کو مانتے ہیں اور تجھے ملعون سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے ابدالآبد ملعون قرار دیا ہے' اس لئے تو بھی جھوٹا اور تیری ساری دلیل بھی جھوٹی اور ناقابل التفات ہیں تو دور ہو' تجھ پر لعنت ہو' ہم تجھ سے مخاطب نہیں ہونا چاہتے۔ بہرحال شیطان کا سیدھا جواب یہی ہے نہ کہ بحث و مباحثہ یا عزم مناظرہ' یہ بات اپنے ایک بزرگ کے سامنے عرض کرنا یقیناً گستاخی ہے' کہاں میں اور کہاں جناب کی ذات گرامی:

''چہ نسبت خاک را با عالم پاک''

لیکن خورد کی بات بھی کبھی کبھار کارآمد ہو جاتی ہے اور نافع ثابت ہوتی ہے' یہ ایک طالب علمانہ مشورہ دل میں آیا' جسے بے تکلف عرض کر دیا گیا معافی کا خواستگار ہوں۔

حضرت گرامی میں چیز ہی کیا ہوں کہ دستگیری کا لفظ اس نابکار کی نسبت استعمال فرمایا جائے' یہ جناب کی محض بزرگانہ شفقت ہے میرا وظیفہ تو یہ ہے کہ جہاں اپنے بزرگوں کے لئے دعاء ترقی درجات کرتا ہوں جناب محترم بھی انہیں میں شامل ہیں' جب سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک امتی دعاء وسیلہ و ترقی فضل و فضیلت کر سکتا ہے کہ جہاں کوئی نسبت ہی نہیں' سوائے غلامی اور آقائی کے تو ایک حقیر خورد کو اپنے ایک بزرگ کے لئے بھی دعاء کی جرأت ہو سکتی ہے' میری دعا تو یہ ہے کہ حق تعالیٰ میری اور جناب کی دستگیری فرماوے اور ہمیں جنت رضوان میں جمع فرمائے تو وہاں انشاءاللہ تفصیلی باتیں ہوا کریں گی' بنص حدیث اہل جنت کو دنیا کی تمام باتیں نہ صرف یاد ہی ہوں گی بلکہ ہمہ وقت مستحضر بھی ہوں گی:

''علمت نفس ما قدمت واخرت.''

''اور وہ اس میں باتیں کریں گے کہ وہ فلاں وقت کی بات یاد ہے' جو ہم میں تم میں ہوا کرتی تھی۔''

اس وقت: ''اخوانا علی سرر متقابلین'' کا ظہور ہوگا اور دنیا کے بچھڑے ہوئے سب مل جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ جناب کو صحت کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے اور زندگی کو مستفیدین کے لئے اور تھامے رکھے اور ہم سب کو حسن خاتمہ کی دولت سے نوازے۔ آمین۔

جن لوگوں کے کچھ اخلاقی حقوق یاد آئیں ان کے لئے استغفار اور دعاء ترقی درجات کافی ہے۔ حق تعالیٰ کریم ہیں' ان استغفاروں اور ندامتوں کا حوالہ دے کر اگر ان اہل حقوق سے معافی کی سفارش فرمائیں گے تو کون ہوگا جو ان کی سفارش ٹال سکے گا یا اپنے حق میں عظیم فخر و مباہات اور اس ہولناک دن میں اسے خود اپنا ذریعہ نجات نہیں سمجھے گا۔ البتہ اگر کچھ مالی حقوق ہوں تو ان مرحومین کے ورثاء کو ادا کئے جا سکتے ہیں۔

توجہ الی اللہ اور ذکر و فکر کی توجہ ذات گرامی کو کون دلانے کی جرأت کرے جبکہ بحمداللہ وہ حاصل بھی ہے' اس دنیا میں وجہ سکون سوائے اسماء الہیہ کے ورد کے اور کوئی چیز نہ ہے' نہ بن سکتی ہے۔

سو توجہ بحمداللہ موجود ہے بلکہ قلب پر مستولی ہے' جس کی دلیل یہ فکر ہے' باقی دعائیں ہم خوردوں کو بھی انشاءاللہ ہیں قبول فرمانے والے وہ ہیں جن کی شان اقدس ہے اور ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بھی بتلائی گئی ہے۔

پس:

اے انکہ کریمی و رسول تو کریم
صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم

لہٰذا ذرا بھی دل میں تشویش نہ لائی جائے' صرف فکر و ذکر کی طرف توجہ رکھیں اور رجاء کو قلب صافی پر غالب رکھا جائے نہ معلوم اپنی طالبعلمانہ بڑ میں کیا کچھ لکھ گیا ہوں معافی کا خواستگار ہوں حاضرین مجلس میں سلام مسنون۔ مزاج مبارک کی کیفیت کسی سے لکھ دینے کو فرما دیا جائے۔

والسلام

محمد طیب

از دیوبند

(یوم السبت)

۱۸/۵/۱۳۹۴ھ بمطابق ۸/۹/۱۹۷۴ء

☆☆............☆☆

تیسری اور آخری قسط

حدود قوانین......ایک علمی وقانونی جائزہ

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی

۲:...... دوسری بات یہ ہے کہ شریعت نے حدود میں جہاں سزائیں بہت سخت رکھی ہیں، وہاں اس کے نفاذ کی شرائط بھی انتہائی سخت ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ :''جہاں تک ہوسکے حدود کے نفاذ کی نوبت نہ آنے دو۔'' مقصد بظاہر یہ ہے کہ حدود کی سخت سزائیں کم سے کم نافذ ہوں، لیکن جب نافذ ہوں تو وہ مجرموں پر اپنی دھاک بٹھادیں، یہی وجہ ہے کہ نہایت معمولی معمولی شبہات کی بنا پر کسی شخص پر حد جاری ہونے سے روک دیا گیا ہے، یوں تو ہر جرم میں قاعدہ یہ ہے کہ جہاں جرم کے ارتکاب میں یا اس پر سزا کے واجب النفاذ ہونے میں کوئی معقول شبہ ہو، وہاں ملزم کو شک کا فائدہ دے کر بری کردیا جاتا ہے لیکن حدود کے معاملے میں بات معقول شبہ سے بھی آگے ہے، اگر شبہ محض تکنیکی نوعیت کا ہو، تب بھی حد جاری نہیں کی جاتی، اس کی ایک چھوٹی سی مثال یہ ہے کہ چور کی سزا میں ہاتھ کاٹنے کی حد اسی وقت جاری ہوسکتی ہے جب گواہوں نے چور کو سامان باہر نکالتے وقت دیکھا ہو، اگر ایک چور سامان لے کر کسی کے گھر سے باہر نکل آیا ہے اور اس وقت گواہوں نے اسے دیکھا تو حد جاری نہیں ہوگی بلکہ ایسا شخص تعزیر کا مستوجب ہوتا ہے۔

۳:...... تیسری بات یہ ہے کہ عورتوں کی گواہی کے بارے میں قرآن کریم کی سورۂ بقرہ میں ایک نص ہے، جس میں فرمایا گیا ہے کہ:''اگر دو مرد گواہ نہ مل سکیں تو ایک مرد اور دو عورتوں کو گواہ قرار دیا جائے۔'' اس آیت کریمہ کی روشنی میں عورت کی گواہی کو مرد کے نصف قرار دیا گیا ہے، بہت سے حضرات نے اس کی مختلف حکمتیں بیان کی ہیں، مثلاً بعض حضرات نے کہا ہے کہ عورت میں کچھ حیاتیاتی عوامل (Biological Factors) ایسے ہیں جن کی بنا پر خاص خاص حالتوں میں اسے اپنی سوچ میں توازن برقرار رکھنا مشکل ہوتا ہے، بعض حضرات نے اس کی اور حکمتیں بھی بیان کی ہیں، لیکن میں ذاتی طور پر یہ سمجھتا ہوں کہ اگر قرآن کریم نے واضح طور پر کوئی حکم دیا ہو تو اس کی تعمیل کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ اس کی تمام حکمتیں ہماری سمجھ میں ضرور آجائیں، ایک مؤمن ہونے کے ناطے وہ ہمیں تسلیم کرنا ہی ہوگا، خواہ اس کی حکمت ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔

بہر حال قرآن کریم نے عورت کی گواہی کو مرد کی گواہی کے نصف قرار دیا ہے، اس کی بنا پر فقہاء کرام کی اکثریت نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ یہ بات عورت کی گواہی میں ایک ایسا تکنیکی شبہ پیدا کردیتی ہے جو کسی ملزم سے حد کی سخت سزا ساقط کردینے کے لئے کافی ہے۔

جب اسلامی نظریاتی کونسل میں یہ مسودۂ قانون زیر بحث تھا تو اس وقت اس مسئلے پر طویل غور وفکر ہوا اس وقت کونسل کے ارکان میں جناب اے کے بروہی، جناب خالد اسحاق، جناب جسٹس افضل چیمہ اور جناب جسٹس صلاح الدین بھی موجود تھے لیکن کسی نے اس موضوع پر کوئی اختلافی نوٹ نہیں لکھا، تاہم چونکہ یہ ایک مجتہد فیہ مسئلہ ہے، جس میں بعض تابعی فقہاء کا یہ موقف ہے کہ سورۂ بقرہ کے نصاب شہادت کے مطابق حدود میں بھی خواتین کی گواہی قبول کی جاسکتی ہے، اس لئے اس موضوع پر مزید غور وفکر اور تحقیق کی گنجائش موجود ہے، لہٰذا اہلِ علم کے کسی اجتماع میں اس مسئلے کا تحقیقی مطالعہ کیا جاسکتا ہے، لیکن صرف اس بنا پر حدود ''آرڈی نینس'' کو بالکل ختم کردینے کا کوئی جواز نہیں ہے، جیسا کہ بعض حلقوں کی طرف سے مطالبہ ہورہا ہے۔

چند تجاویز:

اب میں حدود آرڈی نینس کے چند ان امور کا مختصر ذکر کروں گا جو خود میری رائے میں قابلِ اصلاح ہیں، جیسا کہ میں پہلے عرض کرچکا ہوں، اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح احکام تو ہر تنقید سے بالاتر ہیں، لیکن ان احکام کو قانونی شکل دینے کے لئے جو مسودہ تیار کیا جاتا ہے، وہ چونکہ ایک انسانی عمل ہے، اس لئے اس میں اصلاح وترمیم کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہتا ہے، حدود کے قوانین اگرچہ علماء شریعت اور ماہرینِ قانون کی

مشترک کاوش کے نتیجے میں بنے ہیں اور ان پر مختلف مرحلوں پر اور مختلف دائروں میں طویل غور و فکر ہوا ہے' اس کے باوجود نہ انہیں غلطیوں سے پاک کہا جاسکتا ہے' نہ ان میں اصلاح و ترمیم کا دروازہ بند سمجھنا چاہئے۔

میری نظر میں چند امور جو ان قوانین میں اصلاح طلب ہیں:

۱:...... پہلی بات تو یہ ہے کہ میرے ناقص مطالعے کی حد تک قرآن و سنت کی روشنی میں زنا موجب تعزیر (Zina Laible to tazir) کوئی چیز نہیں ہوتی۔ قرآن و سنت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ زنا یا تو موجب حد ہے یا پھر وہ زنا نہیں ہے۔ اس اعتبار سے مجھے اس بات کی گنجائش نظر نہیں آتی کہ ایک شخص کے خلاف زنا موجب حد ثابت نہ ہو پھر بھی اسے زانی یا زانیہ کہا جائے۔ حدود آرڈی نینس میں صورت حال یہ ہے کہ جہاں حدِ زنا کی شرائط پوری نہ ہوں' پھر بھی اسے زنا کہہ کر ہی تعزیر دی جاتی ہے' شرعی اعتبار سے یہ بات قابلِ اصلاح ہے' ایسی صورت میں ملزم کے جرم کو زنا نہیں کہا جاسکتا' اسے زنا سے کمتر کوئی اور جرم قرار دیا جاسکتا ہے' مثلاً فحاشی یا سیہ کاری وغیرہ لیکن اسے زنا قرار دینا درست نہیں۔

۲:...... دوسری بات یہ ہے کہ آرڈی نینس میں حد کی تمام سزاؤں میں گواہوں کے لئے ''تزکیۃ الشہود'' لازمی قرار دیا گیا ہے۔ ''تزکیۃ الشہود'' کا مطلب ہے گواہوں کی جانچ کہ وہ عدالت کے مطلوب معیار پر پورے اترتے ہیں یا نہیں' لیکن اس کا کوئی متعین طریقِ کار فراہم نہیں کیا گیا۔ ماضی کی اسلامی حکومتوں میں عدالتوں کے ساتھ ''تزکیۃ الشہود'' ایک باقاعدہ انسٹی ٹیوشن کے تحت انجام دیا جاتا تھا' عدالت کے ساتھ گواہوں کی تفتیش کے لئے باقاعدہ مزکی مقرر ہوتے تھے۔ آج یہ انسٹی ٹیوشن موجود نہیں ہے اور آج کے کرپٹ ماحول میں اس کو ایک انسٹی ٹیوشن کے طور پر وجود میں لانا بھی آسان نہیں' لہٰذا اس کا کوئی متبادل انتظام ضروری ہے' جو آج کے حالات میں گواہوں کے معیار پر صداقت کو جانچ سکے' چونکہ حدود کے قوانین میں اس کا کوئی متعین طریقہ موجود نہیں' اس لئے عدالتیں اپنے طور پر تزکیہ کی شرط کو جس طرح سمجھ میں آتا ہے پوری کرنے کی کوشش کرتی ہیں' جس سے بعض اوقات بڑی مضحکہ خیز صورتیں بھی سامنے آتی ہیں' میں ذاتی طور پر یہ سمجھتا ہوں کہ آج کے ماحول میں گواہوں پر جرح کے وقت مخالف پارٹی کی طرف سے ایسے سوالات کئے جاسکتے ہیں جو تزکیہ کا مقصد پورا کرسکیں' اگر مخالف پارٹی کو ایسے سوالات پوچھنے کا ایک نظام بنایا جائے جو گواہ اور معیارِ عدالت سے متعلق ہوں اور اس میں موجود طریق کار کے مقابلے میں مزید توسیع سے کام لیا جائے تو شاید اس سے تزکیہ کا منشاء پورا ہوسکے' اس موضوع پر بھی علماء اور ماہرین قانون اور عدالت کے تجربہ کار حضرات کو غور کرنا چاہئے۔

۳:...... یہ بات درست ہے کہ شریعت کا منشاء یہ ہے کہ حدود کی سخت سزائیں کم سے کم جاری ہوں' اسی بنا پر حد کے لئے شرائط بہت سخت رکھی گئی ہیں' لیکن ساتھ ہی ساتھ شریعت کا یہ منشاء بھی نہیں ہے کہ حدود بالکل معطل ہی ہوکر رہ جائیں' اس لحاظ سے بھی حدود ''آرڈی نینس'' پر نظرِ ثانی کی ضرورت ہے کہ اس میں کون سے ایسی شرائط ہیں جو منصوص نہیں ہیں اور حدود میں تعطل کا سبب بن رہی ہیں؟

۴:...... حدود آرڈی نینس میں جہاں ان جرائم کے بارے میں قانون سازی کی گئی ہے' جن پر شریعت نے حد مقرر کی ہے' وہاں ان سے ملتے جلتے دوسرے جرائم بھی شامل کئے گئے ہیں اور ان میں قید کی بہت لمبی لمبی سزائیں تجویز کی گئی ہیں اور ہوا یہ ہے کہ بہت سے جرائم جو تعزیراتِ پاکستان میں شامل تھے ان قوانین میں انہیں اس طرح منتقل کردیا گیا ہے کہ ان میں قید کی سزاؤں کی میعاد بڑھادی گئی ہے' اسلام کا منشاء یہ نہیں ہے کہ لوگ عمریں جیلوں میں گزاردیں' ان کے خاندان مصائب کا شکار ہوتے رہیں اور ان کی اصلاح و تربیت کا کوئی انتظام نہ ہو' اسلامی نظام قانون میں جیل کا بے شک تصور ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ وہ کچھ اصلاحات بھی چاہتا ہے تاکہ مجرم کی قید کے باعث اس کا خاندان کم سے کم متاثر ہو اور ان کی اصلاح و تربیت کا انتظام ہو' فقہاء کرام نے یہاں تک فرمایا ہے کہ اگر کسی کو لمبی قید ہوئی تو اسے سزا کے دوران ایسے مناسب وقفے دینے چاہئیں جن میں وہ اپنے اہل خاندان کی ضروریات پوری کرسکے۔

۵:...... یہ بات واضح رہنی چاہئے کہ ''حدود کے قوانین'' اسلام کی تعلیمات اور احکام کا ایک چھوٹا سا حصہ ہیں' یہ کل اسلام نہیں ہیں' ان قوانین کا نفاذ معاشرے کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کا ایک مرحلہ تھا' منزل نہیں تھی' ان قوانین کے نفاذ کے ساتھ ساتھ نظامِ تعلیم' نظامِ معیشت' ریاستی انتظامات' قانون نافذ کرنے والی ایجنسیوں اور عدلیہ ہر سطح پر مربوط اور منظم اصلاحات کی ضرورت تھی' افسوس ہے کہ حدود کے قوانین نافذ کرنے کے بعد ''اسلامائزیشن'' کا عمل اس منصوبہ بندی کے مطابق جاری نہیں رہا جس کے ایک حصے کے طور پر یہ قوانین نافذ کئے گئے تھے' اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ان کے مطلوب نتائج ظاہر نہیں ہوئے' بعض حضرات اس صورت حال کے پیشِ نظر

باقی صفحہ ۲۰ پر

بقیع کا باسی

مولانا حبیب الرحمن اعظمی

بقیع کا باسی:

گزشتہ شعبان المعظم میں دارالعلوم دیوبند کے قدیم فرزند ارجمند مولانا عبداللہ بستوی مہاجر مدنی اس دارفانی سے کوچ کر کے اپنی مالک حقیقی سے جا ملے۔

مولانا مرحوم کو قدرت کے فیاض ہاتھوں نے ایسا طالع بیدار عطا کیا تھا جس کی مثال عہد صحابہؓ کے بعد کمتر ملتی ہے' موصوف ضلع بستی اتر پردیش کے ایک غیر معروف گھرانے میں پیدا ہوئے' جو نہ صرف دین اسلام کی سعادت سے محروم تھا بلکہ دنیاوی دولت و ثروت سے تہی دامن' علم و ہنر سے عاری جاہ و منصب سے بے بہرہ اور ہندومت کی رو سے ذات برادری کی وجاہت سے ناآشنا تھا۔

دین و دنیا کی ان تمام تر محرومیوں کی آغوش میں آنکھیں کھولنے والے اس گم نام بچے کو رب کائنات نے کفر و شرک کی تاریکیوں سے نکال کر ایمان و اسلام کے اجالے میں پہنچا دیا' جہالت و بے علمی کی پستی سے اٹھا کر علوم و معارف کی لازوال بلندیاں عطا کر دیں' ذات برادری کی دنیوی بے معنی عزت کی بجائے زہد و تقویٰ کی سرمدی شرافت و کرامت سے سربلند کر دیا' اور دنیا کے مال و متاع کے باب میں بھی اس لائق بنا دیا کہ اہل و عیال کی کفالت کے ساتھ محتاجوں و غریبوں کی امداد کرنے لگے' مزید برآں آخر میں رحمت عالم سید الانبیاء و مرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے جوار میں سکونت کا اعزاز بخشا پھر وہیں وفات دے کر حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین و تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ' فقہاء و محدثین اور اکابر صوفیاء کے پہلو یعنی جنت البقیع میں دفن ہونے کی سعادت سے سرفراز کیا۔

یہ دولتِ عظیم ملی جس کو مل گئی
ہر اک کا یہ نصیب یہ بخت رسا کہاں

مولانا موصوف نے حلقۂ اسلام میں داخل ہو جانے کے بعد تعلیم و تربیت کے لئے مدرسہ کا انتخاب کیا اور اپنے وطن ضلع بستی کے مدرسہ دینیہ مونڈا ڈیہا بیگ سے تعلیم و تحصیل کا سلسلہ شروع کیا اور مولانا محمد رفیق قاسمی' مولانا عبدالوہاب قاسمی' مولانا مرتضی حسن وغیرہ فضلائے دارالعلوم دیوبند سے متوسطات کی کتابیں پڑھیں اور آگے کی تعلیم کے لئے دارالعلوم دیوبند حاضر ہوئے' اور بقیہ نصاب کی تکمیل کر کے فارغ التحصیل ہوئے' آپ کے دارالعلوم دیوبند کے اساتذہ میں حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی' حضرت شیخ الادب مولانا محمد اعزاز علی' حضرت شیخ المعقول مولانا محمد ابراہیم بلیاوی قدس اسرارہم وغیرہ جیسے نادرۂ روزگار علماء شامل ہیں۔

تعلیم سے فراغت کے بعد حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی قدس سرہ سے بیعت ہو کر سلوک و طریقت کی بھی تحصیل کی' حضرت کی وفات کے بعد حضرت مولانا سید اسعد مدنی دامت برکاتہم سے اصلاح کا سلسلہ قائم کر لیا تھا اور حضرت مولانا کی طرف سے انہیں اجازت و خلافت بھی حاصل ہو گئی تھی۔

تعلیم و تحصیل سے فراغت کے بعد حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ کے حکم سے مدرسہ حسینیہ تاؤلی ضلع مظفر نگر میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا اور جب تک ہندوستان میں رہے' اسی مدرسہ سے وابستہ رہے' مدینہ منورہ ہجرت کے بعد اگرچہ مدرسہ مذکور سے درس و تدریس کا سلسلہ باقی نہیں رہا' لیکن یہاں کے ارباب حل و عقد نے آپ کی خدمات کے اعتراف میں تاحیات صدر مدرسی کا منصب آپ کے لئے مخصوص کر دیا تھا اور اپنی حیات کے آخری دم تک وہی رسمی طور پر اس کے صدر مدرس رہے۔ مرحوم کو بھی اس مدرسہ سے غایت درجہ تعلق تھا' مدینہ منورہ سے جب ہندوستان آتے تو زیادہ وقت یہیں گزارتے تھے' اپنی مادر علمی دارالعلوم دیوبند اور اس کے اکابر بالخصوص یوپی کے حجاج کرام جب مدینہ منورہ حاضر ہوتے تو دارالعلوم دیوبند اور حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی قدس سرہ کے خانوادہ سے وابستہ لوگوں کی ضیافت اور مہمان نوازی کے لئے بے چین ہو جاتے اور اصرار کر کے انہیں اپنی گاڑی میں دولت خانہ پر لے جاتے' مولانا مرحوم کو امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے عشق کی حد تک محبت تھی' اپنی مجلسوں میں امام صاحب کے فضائل و مناقب بیان کرتے رہتے تھے

اور اہل علم کو ترغیب دلاتے تھے کہ وہ امام صاحب کے علمی و دینی مقام و مرتبہ سے عوام الناس کو متعارف کرانے کے لئے عام فہم کتابیں لکھیں' خود بھی حافظ ابو عبداللہ محمد بن یوسف صالحی شافعی المتوفی ۹۴۲ ہجری کی مشہور اور اپنے موضوع پر نفیس کتاب ''الجمان فی مناقب ابی حنیفۃ النعمان'' کا اردو میں ترجمہ کیا' جسے شیخ الہند اکیڈمی دارالعلوم دیوبند نے ''تذکرۃ النعمان'' کے نام سے شائع کیا' نیز متدلات امام ابی حنیفہ کے نام سے علامہ محمد مرتضیٰ بلگرامی ثم زبیدی کے انتہائی مفید و بے نظیر تصنیف ''عقود جواھر المنیفۃ'' کا ترجمہ کیا' جو مدرسہ حسینیہ تاؤلی ضلع مظفر نگر کے شعبہ نشر و اشاعت سے شائع ہوئی۔

مولانا مرحوم کا ایک اعلیٰ ترین وصف جس کا ذکر کئے بغیر نہیں رہا جاسکتا وہ ان کی تواضع و انکساری ہے' ان کی گفتار و رفتار' رہن سہن اور طریقہ زندگی ہر ایک سے اس کا ظہور ہوتا تھا' بس یوں کہئے کہ وہ انکساری و خاکساری کے ایک پیکر تھے' دعا ہے کہ اللہ رب العزت ان کی مغفرت فرمائیں اور انہیں جنت الخلد میں اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ نصیب فرمائیں اور ان کے متعلقین کو صبر جمیل سے نوازیں نیز ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق ارزانی فرمائیں۔ آمین۔

دوسرا حادثہ جو میرے لئے ذاتی سانحہ سے کم نہیں وہ حضرت استاذی مولانا افتخار احمد اعظمی فاضل دارالعلوم دیوبند کی وفات حسرت آیات ہے' مولانا موصوف سے اس ناچیز کا گوناگوں تعلق تھا وہ خاص میرے وطن کے' میرے پڑوسی اور مشفق استاذ و بہی خواہ تھے' مولانا مرحوم ہمارے گاؤں اور محلّہ کے پہلے عالم دین تھے' ان سے پہلے یہاں کوئی عالم تھا اس کا سراغ نہیں ملتا' ان کے بعد تو پھر ایک سلسلہ جاری ہو گیا اور اس وقت بحمداللہ! اس چھوٹی سی آبادی میں تقریباً ڈیڑھ درجن سے زائد فارغین دارالعلوم دیوبند و مظاہر العلوم سہارنپور وغیرہ ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اس مبارک سلسلے کو جاری و ساری رکھیں۔ آمین۔

مولانا مرحوم اپنے آبائی وطن ''چھَند لیش پور'' ضلع اعظم گڑھ میں تقریباً ۱۳۵۱ھ میں پیدا ہوئے' ناظرہ اور حفظ کی تعلیم گاؤں ہی کے مکتب میں حافظ محمد حنیف صاحب رحمہ اللہ سے پائی' حافظ محمد حنیف صاحب حفظ کے ایک کامیاب مدرس تھے' جن کی نیکی اور عبادت و ریاضت کے معترف خود ان کے معاصرین بھی تھے' اس نقش اول کا اثر مولانا افتخار احمد صاحب رحمہ اللہ کی زندگی میں نمایاں تھا' مکتب کی تعلیم مکمل کر کے مدرسہ بیت العلوم سرائے میر میں داخل ہوئے اور وہاں کے اساتذہ حضرت مولانا محمد سعید صاحب' حضرت مولانا محمد سجاد صاحب جونپوری' حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب بکھراوی' حضرت مولانا محمد مسلم صاحب جونپوری رحمہم اللہ سے ابتدائی فارسی' عربی سے متوسطات تک کی تعلیم یہیں حاصل کی' اس وقت مدرسہ کے صدر مدرس اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد مسلم صاحب ہی تھے' جو معقولات و منقولات دونوں علوم میں مہارت تامہ رکھتے تھے' اسی کے ساتھ ایک کامیاب مدرس بھی تھے اور طلبہ کی علمی تربیت میں ید طولیٰ رکھتے تھے' حضرت مولانا مفتی منظور احمد مظاہری صدر مدرس جامع العلوم کانپور و رکن شوریٰ دارالعلوم دیوبند اور حضرت مولانا عبدالحق صاحب استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند نے انہیں کی تربیت اور نگرانی میں نصاب تعلیم کے اکثر حصہ کی تحصیل کی ہے۔ حضرت مولانا موصوف حضرت مفتی منظور احمد صاحب کے حقیقی تایا ابا اور حضرت مولانا عبدالحق صاحب کے سوتیلے ابا تھے۔ مولانا افتخار احمد صاحب مرحوم نے انہی دونوں حضرات کی رفاقت اور ایسے ماہر فنون اور مربی کامل کے زیر تربیت متوسطات تک کے تعلیمی مراحل طے کئے' آگے کی تعلیم کے لئے دارالعلوم دیوبند آئے اور یہاں دو سال رہ کر بقیہ نصاب کی تکمیل کر کے ۱۳۷۳ھ میں فارغ التحصیل ہوئے۔ دارالعلوم دیوبند میں بھی انہیں اپنے عہد کے اساطین علماء سے تلمذ کا شرف حاصل ہوا' جن میں حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی' شیخ الادب و الفقہ مولانا اعزاز علی' شیخ المعقول مولانا محمد ابراہیم بلیاوی' حکیم الاسلام قاری محمد طیب قاسمی صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند' مولانا فخر الحسن مراد آبادی بطور خاص قابل ذکر ہیں۔

مولانا مرحوم کو قدرت نے ذہانت و فطانت اور قوت حافظہ سے حصہ وافر عطا کیا تھا' پھر شفیق اور ماہر اساتذہ بھی خوش نصیبی سے حاصل ہو گئے تھے' اس لئے علمی استعداد بڑی پختہ اور ٹھوس تھی' نصاب میں داخل جملہ فنون کی کتابیں بے تکلف پڑھاتے تھے۔

تعلیم سے فراغت کے بعد مدرسہ مطلع العلوم علی پورہ بنارس سے تدریسی سلسلے کا آغاز کیا' جو جامعہ العلوم کانپور میں تدریس پر اختتام پذیر ہوا' درس و افادہ کے اس تقریباً پچاس سالہ سفر میں انہوں نے مطلع العلوم بنارس' جامعہ حسینیہ گریڈیہہ' مفتاح العلوم بھیونڈی' مدرسہ بیت العلوم سرائے میر' دارالعلوم مئو' جامعہ اسلامیہ بنارس' مدرسہ شاہی مراد آباد' مدرسہ بیت العلوم دہلی' جامعہ شرقیہ لونیہ ڈیہہ' جامع العلوم کانپور میں تدریسی و انتظامی خدمات انجام دیں' دارالعلوم مئو' جامع العلوم کانپور' اور مدرسہ شاہی مراد آباد میں کتب حدیث بالخصوص جامع صحیح بخاری کا ایک عرصہ تک درس دیا۔

مولانا مرحوم کو قدرت نے ذہانت و فطانت

اورقوت حافظہ سے قابل قدر حصہ عطا فرمایا تھا' پھر انہیں دورانِ تحصیل ماہراساتذہ اوربہترین مربی بھی حاصل ہوگئے تھے'اس لئے ان کی علمی استعداد نہایت پختہ اورٹھوس تھی' ہرفن کی کتابیں بے تکلف پڑھاتے تھے' جیسا کہ اوپرذکر ہو چکا ہے۔

ایک کامیاب مدرس ہونے کے ساتھ مولانا موصوف بہترین واعظ ومقرربھی تھے' مدرسہ بیت العلوم سرائے میر میں ایک عرصہ تک تبلیغی خدمات انجام دی تھیں ان کی تقریرعلمی ہونے کے ساتھ عام فہم ہوتی تھی' زبان اورطرز بیان دلنشیں اورپُرکشش تھا۔

تدریسی مشاغل کے ساتھ سیاست حاضرہ سے بھی باخبر رہتے تھے'ان کے سیاسی تبصرے بڑے وقیع اورمبنی برحقیقت ہوتے تھے۔ جمعیت علماء ہند سے دارالعلوم دیوبند میں تعلیم کے دوران ہی سے ذہنی و فکری طورپر وابستہ تھے اورزندگی کے آخری لمحات تک یہ وابستگی قائم رہی۔ حضرت مولانا سید اسعد مدنی دامت برکاتہم سے بیعت کا تعلق رکھتے تھے اور جب تک صحت نے ساتھ دیا رمضان کا آخری عشرہ حضرت مولانا کی خدمت میں گزارتے تھے۔

حیات کے آخری زمانے میں گھٹنے کی تکلیف میں مبتلا ہوگئے تھے اور چلنے پھرنے میں دشواری محسوس کرتے تھے' اس لئے اسفار کم کردیئے تھے اور زیادہ وقت مدرسہ جامع العلوم کانپور میں تدریس میں گزارتے تھے وہیں تقریباً تین سال پہلے فالج کا شدید حملہ ہوا' ابتدائی علاج معالجے کے بعد گھر آگئے اور تقریباً تین سال صاحب فراش رہ کر ۲۷/رمضان المبارک کی شب میں اللہ کو پیارے ہوگئے۔

بیماری کا یہ تین سالہ دور تلاوت قرآن' درود شریف کے ورد اوردعا واستغفار میں گزرا' سخت سے سخت تکلیف کی حالت میں بھی کبھی حرف شکایت زبان پرنہیں آیا' تحمل وبرداشت کا یہ عالم تھا کہ اپنے تیمارداروں کو خود تسلی دیتے تھے ہرطرح کی معذوری کے باوجود جسم اور کپڑوں کی طہارت وپاکیزگی کا بڑا اہتمام کرتے تھے' وقت مستحب پرنماز کی ادائیگی کا بھی بڑا اہتمام تھا' مسجد سے اذان کی آواز سنتے ہی نماز کی تیاری شروع کردیتے تھے اورتاخیر پر ناخوشی کا اظہار کرتے' نماز سے فراغت کے بعد دیر تک ذکرواذکار اور دعا میں مشغول رہتے تھے' عشاء کی نماز کے بعد کافی رات تک درود شریف کا ورد اور تلاوت کرتے رہتے تھے۔

وفات کی شب بھی حسب معمول گیارہ بجے رات تک ذکرواذکار میں مصروف رہے اس کے بعد فرمایا کہ آب زمزم میں تھوڑا سا زعفران ملا کر مجھے پلادو' گھر میں زعفران نہیں ملاتو حضرت مولانا عبدالحق صاحب کے گھر اپنے صاحبزادے کو بھیجا کہ جاکر وہاں سے زعفران لے آ' چنانچہ مولانا عبدالحق صاحب کے صاحبزادے مولوی حافظ عبدالبر زعفران لے کر آئے اورآب زمزم میں ملاکر انہیں پلایا' اس کے بعد مولوی عبدالبر سے فرمایا کہ سورۂ یٰسین پڑھو' انہوں نے دوبارہ سورۂ یٰسین کی تلاوت کی' فرمایا اور پڑھو' انہوں نے پھر سورۂ یٰسین کی تلاوت شروع کی' نصف سورۃ تک پہنچے تھے کہ مولانا نے بلند آواز سے یاحی یا قیوم دوتین بار پڑھا' بعدازاں کلمہ طیبہ کا ورد شروع کیا اوراسی پاک کلمہ کے ورد کے ساتھ روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

دعا ہے کہ خدائے غفور ورحیم مولانا مرحوم کی تقصیرات اورفروگزاشتوں پر اپنے عفوو غفران کی چادر ڈال دیں اوراپنے فضل بے نہایت سے انہیں خُلد بریں میں بلند درجات عطا فرمائیں۔ آمین۔

☆☆.........☆☆

بقیہ: گناہوں سے ندامت

یہ خیال ظاہر کرتے ہیں کہ چونکہ ہمہ جہتی اصلاح کا یہ عمل جاری نہیں رہ سکا' اس لئے یہ قوانین بھی ختم کردینے چاہئیں حالانکہ بدیہی طورپر یہ الٹا فلسفہ ہے' اگر ایک قدم صحیح سمت میں اٹھا ہو لیکن اس کے لوازم پورے نہ ہونے کی بناپر اس کے خاطرخواہ نتائج برآمد نہ ہوئے ہوں تو صحیح طریقہ یہ نہیں کہ وہ قدم پیچھے ہٹالیا جائے بلکہ صحیح طریقہ یہ ہے کہ اس کے لوازم پورے کرنے میں جو کچھ کوتاہی ہوئی ہے اسے دور کرکے صحیح سمت میں اٹھے ہوئے قدم کو موثر بنایا جائے' ہمارے نظام قانون میں ہرجرم کے لئے کوئی نہ کوئی سزا موجود ہے' لیکن تفتیش واحتساب اورعدلیہ کی کمزوریوں کی بناپر جرائم کی شرح میں کمی آنے کی بجائے اضافہ ہورہا ہے' ہیروئن کی خریدوفروخت اور استعمال پر وقفوں وقفوں سے سخت سزائیں نت نئے قوانین کے ذریعے نافذ کی گئی ہیں' لیکن جرم ہے کہ اس میں کمی آکرنہیں دے رہی' لیکن اس صورتحال کا کوئی یہ نتیجہ نہیں نکالتا کہ ان تمام جرائم کی یہ سزائیں ختم کردینی چاہئیں' اس کے بجائے مسئلے کا حل یہی بتایا جاتا ہے کہ تفتیش سے لے کر مقدمہ چلنے تک کا جو نظام ہے اسے درست کیا جائے لیکن جب حدود قوانین کا معاملہ آتا ہے تو یہ منطق الٹی کردی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ حالات کی اصلاح کرنے کی بجائے ان قوانین ہی کو ختم کردینا چاہئے۔

میں سمجھتا ہوں کہ میں نے اس موضوع پر آپ حضرات کا بہت سا وقت لے لیا ہے اوراب میں آپ کے صبروضبط کا مزید امتحان لینے کی بجائے اس شکریئے کے ساتھ آپ سے اجازت چاہتا ہوں کہ آپ نے میری خشک گزارشات کو صبروتحمل کے ساتھ پڑھا۔

☆☆

کہتی ہے خلقِ خدا بارے میں تیرے کیا؟

حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اور بیشک میری امت میں تیس کذاب ہوں گے۔''

ان میں سے ہر ایک کا دعویٰ ہوگا کہ وہ نبی ہے: ''خبردار! میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔'' (ابوداؤد ج:۲، صفحہ۲۰۲)

مجید لاہوری کا شعر مرزا کے بارے میں:

خرس کا ہو شکل بندر کی ہے منہ خنزیر کا
ایک منظر یہ بھی ہے انسان کی تصویر کا

حضرت طالوت مرحوم کہتے ہیں:

ہے نبوت کیلئے تہذیب شرطِ اوّلین
ہم نبی کیوں کر کہیں پھر شاتم ابرار کو

حکیم الامت ڈاکٹر علامہ اقبالؒ کہتے ہیں:

عصو من پیغمبر ہے ہم آفرید
ان گرد و قرآن بجزاز خود ندید

ترجمہ: ''ہمارے دور میں ایسا نبی پیدا ہوا ہے، جس کو قرآن مجید میں کچھ اور نظر نہیں آتا سوا اپنے۔''

یحییٰ بختیار کے بقول: ''ایسی فطرت والے نبی کی نبوت کا انکار اگر کفر ہے تو میں سب سے بڑا کافر ہوں۔''

حضرت خواجہ غلام فرید چاچڑاں شریف نے مرزا کے بارے میں رائے دی: ''مرزا قادیانی کافر ہے اور قادیانی فرقہ ناری اور جہنمی ہے۔''

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ سے خواب میں فرمایا: ''مرزا قادیانی تاویل کی قینچی سے میری احادیث کو کتر رہا ہے۔''

شاہ فہد بن عبدالعزیز نے سوئٹزرلینڈ کی قادیانی ایسوسی ایشن کو جواب دیا: ''قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا قادیانی ملعون کا طوق غلامی اتار کو مسلمان بن کر آئیں تو دل و جان سے ان کی مہمانداری کریں گے۔''

ندیم نواب

مولانا ظفر علی خان کہتے ہیں:

''واللہ! واللہ وہ مرزا قادیانی کافر ہے اور جو کوئی اس کی تحریروں سے واقف ہو کر اسے کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔''

محدث العصر سیّد محمد یوسف بنوریؒ فرماتے ہیں: ''مرزا قادیانی کی شخصی زندگی ایسی ہے کہ اس کا ذکر کرنا بھی باعث شرم ہے۔''

جامی بی اے کہتے ہیں:

موت پاخانے میں پائی حشر دوزخ میں ہوا
عہد نو کے مہدی موعود کی کیا شان ہے

قادیانی شاعر ظہور الدین اکمل کے ناپاک اشعار کے جواب میں مولانا فضل احمد صدیقی کہتے ہیں:

مسیلمہ پھر ہوا ہے ہم میں پیدا
اور آگے سے بڑھ کر اپنی شان میں
جو چاہے دیکھنا دجال اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

بقول علامہ اقبالؒ: ''درخت جڑ سے نہیں، پھل سے پہچانا جاتا ہے۔''

مولانا سیّد محمد انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں: ''مسیلمہ کذاب اور مسیلمہ پنجاب (مرزا قادیانی) کا کفر فرعون کے کفر سے بڑھ کر ہے۔''

شورش کاشمیریؒ نے کہا: ''قادیان مرزا کی جائے پیدائش، ربوہ اعصابی مرکز، تل ابیب تربیتی کیمپ، لندن پناہ گاہ، ماسکو استاد اور واشنگٹن اس قادیانیت کا بینک ہے۔''

''پاکستان میں انگریز کو سب سے زیادہ اعتماد جس (گروہ) پر ہوسکتا ہے وہ قادیانی گروہ ہے'' یہ رائے کسی اور کی نہیں خود قائداعظم محمد علی جناح کی ہے۔

امام احمد رضا خان بریلویؒ اپنی کتاب احکام شریعت میں کہتے ہیں: ''قادیانی مرتد اور منافق ہیں، مسلمانوں کے بائیکاٹ کے سبب ان کو مظلوم سمجھنے والا اسلام سے خارج اور جو کافر کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔''

حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری کتاب ''قادیانیت ہماری نظر میں'' فرماتے ہیں: ''قادیانیت خارش زدہ کتے سے بھی بدتر ہے۔''

کتاب قادیانیت ہماری نظر میں ابوالحسنات سیّد محمد احمد قادری کا یہ قول تحریر ہے: ''مرزائیت کے پیروکار کو غیر مسلم قرار نہ دینا پاکستان کی سالمیت کے قطعاً منافی ہے۔''

پنڈت جواہر لعل نہرو کے نام خط میں علامہ اقبالؒ لکھتے ہیں: ''قادیانی اسلام اور ملک دونوں کے غدار ہیں۔''

ڈاکٹر عبدالقدیر خان ہفت روزہ ''چٹان'' میں تحریر کرتے ہیں: ''اس میں ذرا بھی شک وشبہ نہیں کہ عرصہ دراز سے قادیانی ملک کے اندر وباہر یہودی لابی سے مل کر پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے خلاف بین الاقوامی سطح پر بے پناہ پروپیگنڈا کر کے پاکستان کو بدنام کرنے کی کوشش میں سرگرم عمل ہیں اور اپنا اثر ورسوخ استعمال کرتے ہوئے مغربی ممالک کی طرف سے طرح طرح کی رکاوٹیں اور بے جا پابندیاں پیدا کر کے ہماری فنی ترقی کو مفلوج بنانے میں مشغول ہیں۔''

جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم ۱۱/ مئی ۱۹۸۳ء کو روزنامہ جنگ کو انٹرویو دیتے ہوئے کہتے ہیں: ''ہمیں اصل خطرہ انہی منافقوں (قادیانیوں) سے ہے، جو مسلمانوں کا لبادہ اوڑھ کر ہماری صفوں میں گھسے ہوئے ہیں۔''

علامہ احسان الٰہی ظہیر کہتے ہیں: ''مرزائیت اور اسرائیل دونوں ہی انگریز کی تخلیق اور سازش کا نتیجہ ہیں۔''

کتاب قادیانیت ہماری نظر میں ذوالفقار علی بھٹو کا بیان درج ہے (صفحہ ۲۲۷) پر: ''قادیانی اتنے خطرناک ہیں اس کا احساس مجھے ان دو دنوں میں ہوا، میں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ قادیانی مذہب کے لوگ اس قدر خوفناک ارادے رکھتے ہیں۔''

سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا یہ بیان شورش کاشمیریؒ کی کتاب ''تحریک ختم نبوت'' میں موجود ہے: ''جہاں تک مرزا قادیانی کا تعلق ہے، ہم اس کو ایک بار نہیں ہزار بار دجال کہیں گے، اس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ختم المرسلین پر اپنی نبوت کا ناپاک پیوند لگا کر ناموس رسالتؐ پر کھلم کھلا حملہ کیا ہے، اپنے اس عقیدے سے میں ایک منٹ کے کروڑویں حصہ کے لئے بھی دست کش ہونے کو تیار نہیں اور مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ مرزا قادیانی دجال تھا، دجال تھا، دجال تھا، میں اس سلسلہ میں قانونِ انگریزی کا نہیں قانونِ محمدی کا پابند ہوں۔''

مولانا ظفر علی خان کے دو اشعار ملاحظہ ہوں:

پلی ہے مغربی تہذیب کی آغوشِ عشرت میں
نبوت ہی دیسی ہے پیمبر بھی رسیلا ہے
کاٹنا مقصود ہو جس سے شجر اسلام کا
قادیاں کے لندنی ہاتھوں میں وہ آری بھی دیکھ

حضرت میاں شیر محمد شرق پوریؒ نے بحالت کشف دیکھا کہ: ''مرزا قادیانی ایک باؤلے کتے کی طرح ہے، اس کا منہ دم کی طرف ہے، منہ سے پانی بہہ رہا ہے اور بھونکتے ہوئے گول چکر کاٹ رہا ہے۔''

حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ کا قول ہے: ''اگر ہم ختم نبوت کا کام نہ کریں تو گلی کا کتا بھی ہم سے اچھا ہے۔''

ایک اور جگہ حضرت انور شاہ کشمیریؒ نے فرمایا: ''اگر چاہوں تو عدالت میں یہیں کھڑے کھڑے دکھا سکتا ہوں کہ مرزا قادیانی آگ میں جل رہا ہے۔''

مولانا احتشام الحق تھانویؒ فتنہ قادیانیت کے خاتمہ کے لئے تجویز پیش کی کہ: ''قادیانی پاکستان کے وفادار نہیں، ان کے خاتمہ کیلئے ضروری ہے کہ فوج سمیت تمام کلیدی عہدوں سے ان کو ہٹا دیا جائے۔''

پاکستان کے سابق وزیراعظم محمد خان جونیجو کہتے ہیں: ''قادیانیوں کے خلاف پوری قوت سے کارروائی کی ضرورت ہے۔''

علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ نے قادیانیت کی سرکوبی کرنے والوں کے لئے جنت کی ضمانت ان الفاظ میں کی: ''جو کوئی فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے اپنے آپ کو لگا دے گا، اس کی جنت کا ضامن میں ہوں۔''

پنڈت جواہر لعل نہرو کہتے ہیں: ''اگر ہم انگریزی حکومت کو کمزور کرنا چاہتے ہیں تو ضروری ہے کہ اس سے پہلے ''جماعت احمدیہ'' کو کمزور کیا جائے۔''

مولانا لال حسین اخترؒ کے ترک قادیانیت کی وجہ یہ بنی کہ انہوں نے مرزا کو خواب میں خنزیر کی شکل میں دیکھا تھا۔

قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کے سمجھانے پر مرحوم لیاقت علی خان، مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دینے پر رضامند ہو گئے تھے، مگر اس سے قبل ان کو شہید کر دیا گیا۔

آل مسلم پارٹیز نے حکومت سے ظفر اللہ خان قادیانی کو وزارت خارجہ کے عہدے سے معزول کرنے کا مطالبہ کیا تو خواجہ ناظم الدین نے جواب دیا: ''اگر ظفر اللہ خان قادیانی کو وزارتِ خارجہ کے عہدے سے ہٹایا گیا تو امریکا ہمیں گندم نہ دے گا۔''

جسٹس منیر نے عدالت میں سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو زچ کرنے کے لئے کہا کہ نبی ہونے کے لئے کیا شرائط ہیں؟ تو شاہ جیؒ نے کہا: ''کم از کم شریف انسان تو ہو۔''

سب سے آخر میں مرزے کی خود اپنے بارے میں رائے:

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار ہوں

☆☆............☆☆

دنیا کی زیب وزینت اور اس پر عبرت کی نظر ڈالنا

مولانا شمس الحق ندوی

جس شخص کی اس پر نظر ہو کہ ہر شے زائل ہونے والی ہے‘ خود پورا عالم ایک دن فنا ہو جائے گا اور آخرت کی زندگی دن بدن قریب آتی جارہی ہے‘ انسان ہر روز اپنے عمل کا ایک مرحلہ طے کررہا ہے‘ لیکن اپنے مقصدِ تخلیق سے غافل ہے اور دنیا کی زندگی اور یہاں کے مشاغل میں الجھا ہوا ہے‘ اپنے مستقبل کے بارے میں نہیں سوچتا جو برابر اس کے قریب آتا جارہا ہے‘ اپنی اس منزل کے لئے کوئی تیاری نہیں کررہا ہے‘ جہاں اس کا جانا یقینی ہے‘ جب وہ منزل آجائے گی تو اسے خبر ہوگی کہ اس نے کتنی عظیم شے کھودی اور اس کی فکر نہ کی‘ وہاں اس کے ایک ایک عمل کا حساب ہوگا اور وہاں یہ خالی ہاتھ قرض سے بوجھل پہنچا ہے اور قرض خواہ خود اللہ تعالیٰ ہے اور حساب کی ترازو ایسی زبردست ہے کہ ہر چھوٹی و بڑی چیز پر حاوی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”اور ہم قیامت کے دن انصاف کی ترازو کھڑی کریں گے‘ تو کسی شخص کی ذرا بھی حق تلفی نہ کی جائے گی اور اگر رائی کے دانے کے برابر بھی کسی کا عمل ہوگا تو ہم اس کو لاحاضر کریں گے‘ اور ہم حساب کرنے کو کافی ہیں۔“ (الانبیاء:۴۷)

حساب کی یہ منزل بڑی ہی خوفناک و دشوار ہوگی‘ اس کو ہلکے پھلکے لوگ ہی طے کرپائیں گے اور وہاں کوئی کسی کے کام نہ آئے گا‘ نہ اپنا کوئی اندوختہ اور اثاثہ کام آئے گا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

جس دن نہ مال ہی کچھ فائدہ دے سکے گا‘ اور نہ بیٹے‘ ہاں جو شخص خدا کے پاس پاک دل لے کر آیا (وہ بچ) جائے گا۔

(الشعراء:۸۸‘۸۹)

قلب سلیم وہی ہے جو گناہ و پاپ کی آلائشوں سے پاک ہو‘ قلب سلیم اور اعمال صالحہ ہمیں کہاں نصیب ہیں‘ حرام کھانے کے عادی ہیں‘ سر سے پاؤں تک گناہوں میں ڈوبے ہوئے ہیں‘ خواہشات نفسانی نے ہمیں مدہوش کررکھا ہے‘ زندگی کے فریب میں ہم مبتلا ہیں‘ اس زندگی کے فریب میں جس کو ہم پچھلوں کے کھنڈرات پر گزار رہے ہیں‘ جانے والوں کے ترکہ پر ہمارا قبضہ ہے‘ تباہ شدہ لوگوں کی رہائش گاہوں پر ہم قابض ہیں‘ کیا اس میں ہمارے لئے عبرت نہیں ہے کہ کل دوسرے ہماری جگہ پر ہوں گے اور ہم ملک عدم کو جاچکے ہوں گے‘ اللہ تعالیٰ ہم کو اس انجام سے متنبہ کرتا ہے اور یاد دلاتا ہے کہ دیکھو ہم نے تم سے پہلوں کو کس طرح برباد کیا اور وہ کچھ نہ کرسکے۔

”کیا ان کو اس (امر) سے ہدایت نہ ہوئی کہ ہم نے ان سے پہلے بہت سی امتوں کو جن کے مقامات سکونت میں یہ چلتے پھرتے ہیں ہلاک کردیا ہے‘ بے شک اس میں نشانیاں ہیں تو یہ سنتے کیوں نہیں۔“

(سورۂ سجدہ:۲۶)

دنیا ایک امتحان اور آزمائش ہے‘ اس کا ظاہری حسن و جمال کہیں ہم کو اس کی اصل حقیقت سے غافل نہ کردے‘ ہم کو تو اللہ تعالیٰ نے آخرت کے لئے پیدا فرمایا ہے‘ دنیا کی زندگی تو وہاں پہنچنے کا ایک ذریعہ اور واسطہ ہے‘ ہم کو چاہئے کہ وسیلہ کے ساتھ وسیلہ ہی کا معاملہ کریں‘ ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کا دھیان رکھیں‘ دنیا ہمیں دھوکا نہ دے‘ دنیا کا جاہ و مال یا خواہشات نفس ہم کو خدا سے غافل نہ کردے‘ رزق کی کمی ہمیں ناجائز اور غلط طریقہ سے روزی کمانے پر آمادہ نہ کرے‘ ہم حلال طریقوں سے رزق حاصل کریں۔

اگر بندہ نے حرام کا ایک لقمہ بھی کھالیا تو چالیس دنوں تک اس کی عبادت قبول نہیں ہوتی‘ اس وقت ہم میں کس قدر دنیا کی محبت سماگئی‘ ہم اس کے حصول کے لئے ایک دوسرے سے سبقت لے جانا چاہتے ہیں‘ طلب دنیا میں اس طرح مدہوش ہیں کہ جائز و ناجائز کی بھی تمیز نہیں کرتے اور خرچ کرنے میں بھی یہ خیال نہیں کرتے کہ کہاں خرچ کرنا چاہئے اور کہاں نہیں‘ ہم اسراف و فضول خرچی میں مبتلا ہوتے ہیں‘ شیطان نے ہمیں غفلت میں ڈال رکھا ہے‘ ہم امیدوں و آرزوؤں میں الجھے ہوئے ہیں‘ دنیا کو تو ہم

خوب جانتے ہیں' اس میں بڑے ہوشیار و دانا ہیں لیکن اگر دین کے متعلق پوچھا جائے تو لاعلم و بے خبر' رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر متکبر اور بے صبر اور بازار میں چلا چلا کر بات کرنے والے' دنیا کے بارے میں ہوشیار اور آخرت کے بارے میں جاہل شخص سے ناراض ہوتا ہے جو رات مردوں کی طرح پڑے سونے میں گزار دیتا ہے اور دن گدھوں کی طرح محنت و مشقت میں گزار دیتا ہے' ہمارے رزق کا ذمہ تو اللہ تعالیٰ نے خود لے رکھا ہے' ہم کو تو اس نے عبادت کے لئے پیدا کیا ہے نہ کہ بیلوں کی طرح دن رات کمانے کے لئے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں' میں ان سے طالب رزق نہیں اور نہ چاہتا ہوں کہ مجھے (کھانا) کھلائیں' خدا ہی تو رزق دینے والا اور مضبوط ہے۔''

(الذاریات: ۵۶'۵۸)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ کوئی شخص اس وقت تک نہ مرے گا جب تک اپنے مقدر کا رزق حاصل نہ کرے اور جب اللہ کی طرف سے رزق کا معاملہ طے شدہ ہے تو نفس کو مطمئن و قانع رہنے کا عادی بنانا چاہئے اور اپنا وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت و فرمانبرداری میں گزارنا چاہئے اور اگر دنیا کا طالب بنے تو آخرت ہی کو سنوارنے کے مقصد سے پھر تو اس کو اس میں بھی اجر و ثواب ملے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اور جو مال تم کو خدا نے عطا فرمایا ہے' اس سے آخرت کی بھلائی طلب کرو' اور دنیا سے اپنا حصہ نہ بھلاؤ' اور جیسی خدا نے تم سے بھلائی کی ہے' ویسی تم بھی لوگوں سے بھلائی کرو۔''

آخرت سے بے فکری و غفلت' ہلاکت و بربادی ہے' دنیا تو بڑی دلکش اور حسین و جمیل ہے' اللہ تعالیٰ نے اس میں ہم کو پیدا ہی اس لئے کیا ہے کہ ہم کو آزمائے اور ہمارا امتحان لے اور دیکھے کہ ہم کیا کرتے ہیں' فریب دنیا اور عورتوں سے بہت اجتناب کرنا چاہئے کہ یہ شیطان کا جال ہے اور ایسے لوگوں سے بھی دور رہنا چاہئے جو اللہ تعالیٰ کی یاد سے منہ موڑتے ہیں' اور صرف دنیاوی زندگی کے حریص رہتے ہیں' ان کے علم اور معلومات کی حد یہی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''تو جو ہماری یاد سے روگردانی کرے اور صرف دنیا ہی کی زندگی کا خواہاں ہو' اس سے تم بھی منہ پھیر لو' ان کے علم کی یہی انتہا ہے' تمہارا پروردگار اس کو بھی خوب جانتا ہے' جو اس راستے سے بھٹک گیا اور اس سے بھی خوب واقف ہے جو راستے پر چلا۔''

☆☆

> ہے یہ اے دل امتحاں کا وقت رہ ثابت قدم
> سہہ خوشی سے جو بھی پیش آئے تجھے رنج و الم
>
> صبر کر حق کی مشیت پر نہ ہرگز مار دم
> یہ نہیں رنج و الم اس کو سمجھ فضل و کرم
>
> شکر کر یہ خار غم بھی نشتر فصاد ہے

ہمارے نزدیک قادیانی' صیہونی سازش کا ایک ہی علاج ہے اور وہ یہ کہ قادیانیت کو صیہونیت کی طرح' ایک دہشت پسند سیاسی تنظیم تسلیم کرتے ہوئے' اس کی تمام سرگرمیوں کو خلاف قانون قرار دیا جائے' اس تحریک کا کوئی فرد کسی اسلامی ملک میں کسی سرکاری منصب پر فائز نہ ہو' اس کے ارکان کی نقل و حرکت پر کڑی نظر رکھی جائے اور جن افراد کا کسی بیرونی سازشی جماعتوں سے رابطہ ثابت ہو جائے' انہیں بغاوت کی سزا دی جائے اور ہر مسلمان یہ نوٹ کر لے کہ کوئی قادیانی کسی حالت میں بھی اسلامی ملک کا وفادار شہری نہیں ہو سکتا' ہرگز نہیں ہو سکتا! اس لئے کہ ہر قادیانی اسلام کے قلعہ کو مسمار کر کے اس پر ''احمدیت'' کا قصر تعمیر کرنا اپنا مذہبی فرض سمجھتا ہے۔

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 2514972-2531133

خبروں پر ایک نظر

مرحوم حاجی محمد صادق کی تحفظ ناموس رسالت اور اقامت دین پر خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی

گوجرانوالہ (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کے ناظم اور گورنمنٹ ڈگری کالج پیپلز کالونی گوجرانوالہ کے پروفیسر حافظ محمد انور ضلعی شوریٰ کے رکن حاجی محمد اسلم یادگار نان والے اور حاجی محمد اکرام کے والد ماجد معروف دینی شخصیت حاجی محمد صادق قضائے الٰہی سے انتقال کر گئے ہیں۔ ان کی نماز جنازہ مدرسہ نصرۃ العلوم مسجد نور گوجرانوالہ کے پروفیسر حافظ محمد انور نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں شہر بھر کی دینی شخصیات' کارکنوں' اساتذہ' پروفیسرز' طلباء اور عزیز و اقارب نے شرکت کی' ان میں مولانا زاہد الراشدی' مدرسہ نصرۃ العلوم کے استاذ الحدیث مولانا عبدالقدوس خان' مہتمم الحاج مولانا فیاض احمد خان سواتی' ناظم مولانا محمد ریاض خان سواتی' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ضلعی امیر حافظ بشیر احمد' نائب امیر عثمان عمر ہاشمی' مولانا حافظ محمد ارشد' ڈپٹی سیکریٹری' حافظ احسان الواحد' خازن پروفیسر حافظ محمد اعظم نفیسی' سالار حافظ محمد معاویہ' ناظم تبلیغ قاری عبدالغفور آرائیں' سیکریٹری اطلاعات سیّد احمد زید' مرکزی مبلغ حافظ محمد ثاقب' مولانا حافظ محمد الیاس قادری' جمعیت اہل سنت والجماعت پاکستان کے راہنما مولانا محمد اسماعیل محمدی' تحریک احیاء سنت کے راہنما نثار احمد قیصر' قاری عبدالرشید' سیٹھ محمد اشرف' محمد امان اللہ قادری شامل تھے۔ مرحوم حاجی محمد صادق نے جامع مسجد و مدرسہ رحمانیہ پاسبان کالونی گوجرانوالہ بطور یادگار چھوڑا ہے' جس کی تعمیر و آغاز کا اعزاز مرحوم کو ہی جاتا ہے' مرحوم مدرسہ نصرۃ العلوم کے سرگرم معاون اور انتظامیہ کے کارکن بھی تھے' انہوں نے دینی تحریکوں سے ہمیشہ تعاون کیا' ان کی تربیت کا اثر ہے کہ ان کی تمام اولاد دینی تحریکوں بالخصوص عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے وابستہ ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے مبلغ مولانا ذوالفقار احمد طارق' سیالکوٹ کے مبلغ مولانا فقیر اللہ اختر' منڈی بہاؤالدین کے مبلغ مولانا سعود الحجازی' اسلام آباد کے مبلغ مولانا محمد طیب' ضلع گوجرانوالہ کے سیکریٹری جنرل قاری محمد یوسف عثمانی نے مرحوم کی رحلت پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے دعائے مغفرت کی ہے۔

حکومت نے ردِ قادیانیت پر مبنی کتب پر پابندی لگا کر قادیانیت نوازی کا کھلا ثبوت دیا ہے: علماء کرام

کوئٹہ (رپورٹ: خادم حسین گجر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مولانا عبدالواحد' جامع مسجد مرکزی کے خطیب مولانا انور الحق حقانی' جامع مسجد سنہری کے خطیب مولانا عبداللہ منیر' جامعہ ضیاء القرآن کے رئیس مولانا قاری عبدالرحیم رحیمی' مدرسہ مطلع العلوم کے ناظم مولانا غلام غوث اربانوی' مجلس کوئٹہ کے مبلغ مولانا نثار احمد' مفتی محمد شفیع نیاز' جامع مسجد طوبیٰ کے خطیب مولانا قاری محمد حنیف اور دیگر علماء نے مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ مذہبی منافرت کی آڑ لے کر حکومت نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ردِ قادیانیت پر مبنی رسائل پر پابندی لگا کر قادیانیت نوازی کا کھلا ثبوت دیا ہے۔ ہم اس پابندی کو مسترد کرتے ہیں' انہوں نے کہا کہ مجلس تحفظ ختم نبوت دینی' تبلیغی جماعت ہے جو پُر امن اور غیر متشدد طرز پر تبلیغ و اقامت دین کا فریضہ انجام دے رہی ہے' اتحاد بین المسلمین کی سب سے بڑی داعی ہے' اس کے پلیٹ فارم سے تمام مسالک دیوبند بریلوی' سنی' اہل حدیث نے مل کر تحفظ ختم نبوت کی تحریک چلائی ہے' اس کا مذہبی منافرت سے دور کا تعلق نہیں ہے' حکومت پابندی کا فیصلہ فی الفور واپس لے علماء نے مطالبہ کیا کہ قادیانی لٹریچر جس میں شعائر اللہ کی توہین کی جاتی ہے' اس کی اشاعت و فروخت بند کی جائے اور قادیانیوں کو آئین کا پابند بنایا جائے۔

قادیانیوں کو اسلام کا فرقہ قرار دینا آئین' قانون اور عدلیہ کے فیصلوں کی شدید خلاف ورزی ہے

گوجرانوالہ (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس

تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کے امیر حاجی بشیر احمد' قائم مقام سیکریٹری جنرل حافظ احسان الواحد' نائب امیر حاجی عثمان عمر ہاشمی' مولانا طارق محمود ثاقب' مولانا حافظ محمد ارشد اور دیگر عہدیداروں پروفیسر محمد اعظم نفیسی' پروفیسر حافظ محمد انور' سیّد احمد حسین زید' حافظ محمد معاویہ' مولانا حافظ محمد الیاس قادری' مرکزی مبلغ حافظ محمد ثاقب' محمد اشرف اور محمد امان اللہ قادری نے حکومت پاکستان کی طرف سے شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی کتابوں کو فرقہ وارانہ قرار دے کر پابندی لگانے کی شدید مذمت کی ہے اور کہا ہے کہ شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی کتب کو فرقہ وارانہ قرار دینا حکومت پاکستان کی جہالت ہے' انہوں نے کہا کہ قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ قادیانیوں کو اسلام کا فرقہ قرار دینا آئین' قانون اور عدلیہ کے فیصلوں کی شدید خلاف ورزی ہے حکومت آئین شکنی کا ارتکاب اور عدالتی فیصلوں سے تجاوز کر کے توہین عدالت کا مرتکب ہوئی ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ حکومت پاکستان فی الفور اپنا فیصلہ واپس لے اور مرزائیت نوازی ترک کردے وگرنہ عالمی مجلس راست اقدام پر مجبور ہوگی۔

حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے ملفوظات:

☆......اگر آپ قیامت کے دن محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت چاہتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے جگہ چاہتے ہیں تو آپ کو ختم نبوت کا کام کرنا پڑے گا اور مرزا غلام احمد قادیانی کی امت اور جماعت کے مقابلے میں آنا پڑے گا' کیا آپ اس کے لئے تیار ہیں؟

☆......امت مسلمہ پر یہ فرض ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ سپر ہو اور جھوٹے مدعیان نبوت کے طلسم سامری کو پاش پاش کر ڈالے۔ اس فریضہ کا نام تحفظ ختم نبوت ہے اور تاریخ شہادت دے گی کہ امت مسلمہ نے کسی بھی دور میں اس فرض سے کوتاہی نہیں کی۔

☆......دنیا بھر کا ہر ہندو' ہر یہودی' ہر مسیح اور ہر دہریہ' قادیانی فرقہ سے دلچسپی رکھتا ہے' اس کے تحفظ کے لئے اپنی طاقت کی چھتری مہیا کرنا ضروری فرض سمجھتا ہے' اور قادیانیوں کی خاطر عالم اسلام کو ڈائنامیٹ سے اڑا دینے کا عزم رکھتا ہے' ایسا کیوں ہے؟ اس لئے کہ ''الکفر ملة واحدة'' کفر کے تمام فرقوں کی باہمی لڑائی انہیں اسلام دشمنی کے مقصد پر جمع ہونے سے نہیں روکتی' تمام طاغوتی طاقتیں عالم اسلام کے خلاف قادیانی جماعت کی معاون و محافظ ہیں اور قادیانی گروہ ان سارے طاغوتوں کی شطرنج کا مہرہ ہے' جسے اسلام کو زک پہنچانے کے لئے بہ لطائف الحیل حرکت میں لایا جاتا ہے۔

☆......اسرائیل کی طرح قادیانی جماعت کا وجود ہی سراپا سازش ہے' اور اس کی سازش کا نشانہ صرف پاکستان نہیں بلکہ پورا عالم اسلام' خصوصاً ایشیا اور مشرق وسطی ہے' قادیانی اسرائیل گٹھ جوڑ پاکستان کے ایک بازو کو کاٹ چکا ہے' اور دوسرا بازو کی تخریب میں اس کی سرگرمیاں روز افزوں ہیں۔ قادیانی دہشت پسند تنظیم کو ہر اس قوت سے قلبی تعلق ہے جو عالم اسلام کی تخریب کے مقاصد میں اس کی معاون ثابت ہو سکے' خواہ وہ یہودیوں کی ''صیہونی تحریک ہو'' یا دہریت پسندوں کی سوشلسٹ تحریک۔

☆......عالم اسلام اور بالخصوص پاکستان کے نزدیک ''اسرائیل'' استعماری سازش کی ناجائز اولاد ہے' جس کی پرورش امریکی ایٹم کے زور سے کی جارہی ہے' یہی وجہ ہے کہ تعلقات و روابط استوار کرنا کیا معنی؟ کسی اسلامی حکومت نے استعمار کے اس ''ناجائز بچہ'' کو ابھی تک زندہ رہنے کی اجازت بھی نہیں دی ہے' لیکن قادیانیوں کی ''ربوہ اسٹیٹ'' خود بھی چونکہ استعمار کی ناجائز اولاد کی حیثیت رکھتی ہے' اس لئے ان دونوں کے نہ صرف باہمی روابط استوار ہوئے' بلکہ دونوں توام ''بہن بھائی'' کی حیثیت میں عالم اسلام کو چیلنج کر رہے ہیں۔

☆......جہاں تک ہم نے قادیانی تحریک کا مطالعہ کیا ہے اور اگر مجھے اجازت دی جائے تو میں کہوں گا کہ میں نے خود قادیانیوں سے زیادہ اس تحریک کا وسیع و عمیق مطالعہ کیا ہے' ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ قادیانیوں کی تبلیغ عین سیاست ہے اور ان کی سیاست ہی ''تبلیغ'' ہے' کم از کم قادیانی تحریک کی حد تک تبلیغ اور سیاست کے جداگانہ تصور سے ہم نا آشنا ہیں' قادیانی تحریک کو ہم مذہبی تحریک نہیں سمجھتے بلکہ یہ خالص سیاسی تحریک ہے جس پر مذہب کا خول بڑی عیاری سے چڑھایا گیا ہے۔

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی
فون:2545573

کاروان چل رہا ہے

ڈاکٹر دین محمد فریدی

پچیسویں سالانہ ختم نبوت ، کانفرنس ۲۱'۲۲/ستمبر بروز جمعرات' جمعہ مسلم کالونی چناب نگر ایسے حالات میں شروع ہوئی کہ موجودہ حکومت جب سے برسر اقتدار آئی ہے ملکی حالات کو سدھارنے کی بجائے بحران پر بحران پیدا کررہی ہے۔ جہاں اس حکومت نے عوامی مسائل کو پیچیدہ بنایا' مہنگائی کو عروج دیا' کرپشن کی دلدادہ مسلم لیگ (ق) اور اتحادی پارٹیوں کو لوٹ مار کی کھلی اجازت دینے کے لئے ضلعی نظام وضع کیا اور ملک میں طاقت کا توازن صرف دو طاقتوں کے حوالے کیا ایک جنرل پرویز مشرف دوسرا ضلعی ناظم وہاں اس حکومت نے قادیانیت کے طے شدہ مسئلہ کو بار بار چھیڑا' اس پروگرام میں حکومتی کلیدی آسامیوں پر دین سے محبت رکھنے والے افراد کو پیچھے کر کے اکھنڈ بھارت کے حامی قادیانیوں کو فوقیت دی' جس کی وجہ سے آج قادیانیوں کے ''اور چھور نرالے ہوتے جارہے ہیں'' کبھی ووٹر فارم سے ختم نبوت کا حلف نامہ حذف کیا' طے شدہ جداگانہ طریقہ انتخاب کو مخلوط انتخاب میں تبدیل کر کے آئین پاکستان کی خلاف ورزی' کبھی پاسپورٹ سے مذہب کا خانہ خارج کیا اور ریڈ ایبل پاسپورٹ کا بہانہ کر کے پاسپورٹ کو عالمی معیار کا بنانے کی دلیل دی' جب احتجاج ہوا' تحریک چلی تو دونوں باتوں پر پسپائی اختیار کی' اب فرقہ واریت کا سہارا لے کر ختم نبوت کے لٹریچر پر پابندی عائد کی' نامعلوم موجودہ حکومت کو قادیانیت کے ناز نخرے اٹھانے کی عادت کیوں ہے؟ ایک مسئلہ آئین میں متفقہ طے ہو چکا ہے مگر بار بار اسے ہی چھیڑا جارہا ہے۔

قادیانی اسلام اور آئین پاکستان کی رو سے غیر مسلم ہیں مگر اس ملک میں اس چھوٹی سی اقلیت کو جس قدر مراعات حاصل ہیں اور پاکستان بنانے والے چودہ کروڑ سے زائد مسلمانوں پر مسلط ہے' ایسی اندھیر نگری کہیں نہیں' حکومت کے ریکارڈ پر یہ بات واضح طور پر موجود ہے کہ اکھنڈ بھارت کے حامی ہیں اور پاکستان توڑنے کی ہر سازش میں شریک ہیں' خفیہ ایجنسیوں کی رپورٹ' عدالتی رپورٹ' قومی اسمبلی کی رپورٹ' سب اس نکتہ پر شاہد عادل ہیں مگر اس کے باوجود نہ معلوم یہ حکومت ایک بے اثر اقلیت کو اتنی بااثر بنارہی ہے کہ وہ بار بار ملکی حالات خراب کررہی ہے' مگر موجودہ حکومت کو پرواتک نہیں' اس وقت فرقہ واریت کا بہانہ بنا کر حکومت پاکستان میں اکثریت کو دبا رہی ہے' حالانکہ ملی یکجہتی جہاد کونسل اور موجودہ دور میں متحدہ مجلس عمل نے فرقہ واریت قطعی ختم کردی ہے' ایم ایم اے کی قیادت کی وجہ سے آج دینی جماعتوں میں نہ فرقہ واریت کے نعرے ہیں' نہ تقریریں ہیں' بلکہ ایک سکون ہے' ان حالات میں خرابی اگر ہے تو کلیدی آسامیوں پر فائز قادیانیوں کی پیدا کردہ ہے جو حکومت کو غلط راستے پر لگا رہی ہے' جسے حالیہ قدم ہے کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لٹریچر پر پابندی' حالانکہ اس لٹریچر میں جو کچھ ہے وہ سارا مواد قادیانی کتب سے لیا گیا ہے' اس پر پابندی نہیں۔

کانفرنس میں شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا نے مرزائیوں کی کتاب ''روحانی خزائن'' دیکھائی جو کہ ایک ہفتہ پہلے چناب نگر قادیانیوں کے پریس سے غالباً ۲۳ جلدوں میں کثیر تعداد میں شائع ہوئی' اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لٹریچر میں قادیانیوں کا جو گند ہے جو کہ مرزا قادیانی کی کتاب ''روحانی خزائن'' سے نقل کیا گیا ہے۔ اس پر کوئی پابندی نہیں۔ ان حالات میں ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد پاکستان کے مسلمانوں کے لئے روشنی کی کرن ہے' گوکہ آج نہ ہم میں مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ نہ مفتی نظام الدین شامزی شہیدؒ ہیں' نہ مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ اور نہ مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ ہیں ختم نبوت کانفرنس کے روح رواں صاحبزادہ طارق محمود بھی کانفرنس سے پہلے اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوئے' بزرگوں کی نشانی مولانا سعید احمد جلال پوری دامت برکاتہم ایک حادثہ کی وجہ سے شامل نہ ہوسکے۔ حضرت امیر مرکزیہ خواجہ خان محمد مدظلہ کی ہمت ہے کہ اس ضعف و بیماری میں ختم نبوت کانفرنس میں تشریف لاکر ختم نبوت کے شیدائیوں کے حوصلے بلند کئے۔

کانفرنس میں شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید مدظلہ' مفتی منیر احمد مدظلہ' مولانا حماوی مدظلہ' مولانا عبدالغفور قاسمی' ڈاکٹر خالد محمود سومرو' مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی مدظلہ' قاضی حسین احمد صدر ایم ایم اے' مولانا ضیاء اللہ بخاری' مولانا ابتسام الٰہی' مولانا خان محمد قادری' مولانا راشد الحسینی جیسے بزرگوں نے تشریف لاکر ختم نبوت کے کارکنوں اور مبلغین ختم نبوت کی حوصلہ افزائی کی اور یہ ہی وجہ ہے کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے درویش صفت مبلغین نے جہاں قادیانیوں کو للکارا ہے وہاں حکومت پر واضح کردیا کہ وہ قادیانیوں کی حمایت سے باز آجائیں۔

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت سے تعاون

شفاعتِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوتِ اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدباب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دار التصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام صدقاتِ جاریہ میں شرکت کے لئے
زکوٰۃ، صدقات، خیرات، فطرہ، عطیات عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کو عنایت فرمائیں

ترسیل زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون، 4583486-4514122 فیکس: 4542277
اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان۔

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون: 2780337 فیکس: 2780340
اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ

نوٹ، رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جاسکے

نوٹ، مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں

اپیل کنندگان:

(مولانا) خواجہ خان محمد — امیر مرکزیہ
سید نفیس الحسینی — نائب امیر مرکزیہ
(مولانا) عزیز الرحمن — ناظم اعلی